نام نیک رفتگاں ضائع مکن

دیوان ناسخ

(عکسی ایڈیشن)

نسخہ بنارس

شیخ امام بخش ناسخ

(م - ۱۲۵۴ھ)

تقدیم

ڈاکٹر حنیف نقوی

صدر شعبۂ اردو

بنارس ہندو یونی ورسٹی وارانسی

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

نامِ نیک رفتگاں ضائع مکن

دیوانِ ناسخ

(عکسی ایڈیشن)

نسخۂ بنارس

شیخ امام بخش ناسخ

(م - ۱۲۵۴ھ)

تقدیم

ڈاکٹر حنیف نقوی

صدر شعبۂ اردو

بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

لالہ سری رام

کے نام

جن کی علم دوستی کی بدولت یہ گوہرِ نایاب
دستبردِ حوادث سے محفوظ رہا

حرفے چند

دیوان ناسخ کا نسخۂ بنارس، ڈاکٹر حنیف نقوی کی دریافت کے مطابق ناسخ کے پہلے دیوان کا ایک قدیم مکمل نسخہ ہے۔ یہ ۱۲۵۵ھ کا مکتوبہ ہے، اور اس لیے اپنی اہمیت کے پیش نظر عکسی طور سے پیش کیا جا رہا ہے۔

(ع۔ ب)

مقدمہ

ناسخ کا کلیات پہلی بار ان کی وفات (پنجشنبہ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۸۳۸ء) کے ساڑھے چار سال بعد ۲۱ ذی الحجہ ۱۲۵۸ھ (۲۳ جنوری ۱۸۴۳ء) کو میر حسن رضوی کے مطبع محمدی، لکھنؤ میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔ خاتمے سے قبل کے ایک اندراج کے مطابق یہ کلیات تین دیوانوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے دیوان کا نام "دیوانِ ناسخ" ہے جس سے بہ قاعدۂ زبر و بینات ۱۲۳۲ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ نام میاں غنی شاگردِ ناسخ نے تجویز کیا تھا۔ دوسرا دیوان جلاوطنی کے ایام میں مرتب ہوا تھا۔ اسی مناسبت سے اس کا تاریخی نام "دفترِ پریشان" خود مصنف کا رکھا ہوا ہے جس کے مطابق اس کا سالِ ترتیب ۱۲۴۷ھ قرار پاتا ہے۔ تیسرا دیوان "دفترِ شعر" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ نام میر علی اوسط رشک (شاگردِ ناسخ) کا مجوزہ ہے اور ۱۲۵۴ھ پر مشتمل ہے۔[1] خاتمے کے مطابق اس تیسرے دیوان کی غزلیں ردیف وار دیوانِ دوم کی غزلوں میں ضم کر دی گئی ہیں۔

کلیات کا یہ پہلا ایڈیشن بہ ظاہرِ حال رشک کی نگرانی میں تیار ہوا تھا۔ رشک نے اس اشاعت کا ایک مفصل غلط نامہ بھی مرتب کیا تھا جو "تصحیح اغلاط و تنقیدِ الفاظ کلیاتِ شیخ امام بخش ناسخ از میر علی اوسط متخلص بہ رشک" کے زیرِ عنوان اس کے آخر میں شامل ہے۔[2] انھوں نے اس غلط نامے کی ترتیب کی تاریخ بھی کہی ہے جس کے یہ اشعار بہ طورِ خاص قابلِ غور ہیں: ؎

مرتب ہوا جب کہ دیوان سب ۔۔۔ مجھے قصدِ صحت کا پیدا ہوا

تلمذ میں ناسخ کے سیکھا جو تھا ۔۔۔ وہ تحریر میں آشکارا ہوا

ہوئیں سہوِ کاتب کی لفظیں درست ۔۔۔ بنا جو کہ نسیانِ املا ہوا

مجھے دخل اس سے زیادہ نہ تھا ۔۔۔ تبدل میں جو کچھ ہویدا ہوا

رشک کی اس وضاحت کے باوجود ان کے مرتبہ غلط نامے کی رُو سے "تبدل میں جو کچھ ہویدا ہوا ہے" اسے محض "سہوِ کاتب" اور "نسیانِ املا" کی تصحیح نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ جناب رشید حسن خاں نے "انتخابِ ناسخ" کے مقدمے

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے کلیاتِ ناسخ۔ طبعِ اوّل صفحات ۳۹۸، ۳۹۹۔

[2] غلط نامے کے اس عنوان میں لفظ "تنقید" بظاہر "تنقیح" کی تصحیف معلوم ہوتا ہے۔ بہ صورتِ دیگر یہ اردو میں اس لفظ (تنقید) کے استعمال کی قدیم ترین مثال قرار پائے گی۔

میں اس خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہ "غلط نامے میں بعض غلطیوں کی تصحیح اس طرح کی گئی ہے جس پر تصحیح کے بجائے ترمیم کا گمان ہوتا ہے"، "الفاظ کی تبدیلی کے پہلو بہ پہلو پورے پورے مصرعوں کی تبدیلی کی کئی مثالیں پیش کی ہیں"[1] ظاہر ہے کہ کسی مکمل مصرعے کی تبدیلی کو سہوِ کاتب سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ رشک نے ناسخ کے کلام میں صرف لفظی تبدیلیاں ہی نہیں کی ہیں مصرعے کے مصرعے بدلے ہیں یا خارج کیے ہیں۔ اس کا ایک حتمی ثبوت محض اتفاقی طور پر محفوظ رہ گیا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین کو لکھنؤ کے مشہور کتب فروش نادر آغا سے جموں یونیورسٹی کے لیے خریدے ہوئے ناسخ کے دیوانِ دوم کے ایک غیر مردف قلمی نسخے میں رکھا ہوا ایک رقعہ دستیاب ہوا ہے جس میں کسی نامعلوم الاسم شخص کو یہ اطلاع دی گئی ہے:

"دیوانِ اوّل و ثانی شیخ صاحب نوشتۂ میر حامد علی و یکے دیوان محررہ دستِ مبارک شیخ صاحب بہ اعتبار تبرک۔ و فقط برائے ملاحظہ "حدیثِ مفضل" را ترسیل کردہ ام کہ ہمیں نسخہ را جناب میر علی اوسط صاحب گرفتہ و اصلاح فرمودہ بہ طبع در آوردند۔ بعض اشعارِ شیخ صاحب را چناں از قلم محو فرمودہ اند کہ خواندہ نمی شود۔"[2]

اس رقعے کا آخری حصہ ضائع ہو گیا ہے اس لیے مکتوب الیہ کی طرح مکتوب نگار کا نام معلوم کرنے کا بھی کوئی ذریعہ موجود نہیں تاہم یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس کے لکھنے والے کو ناسخ سے تقرب کا شرف حاصل تھا۔ مذکورۂ بالا دواوین کے علاوہ مکتوب الیہ کو عروض و قواعدِ فارسی سے متعلق چند رسائل پر مشتمل "دو جلدیں اور "برہان قاطع" کی دو جلدیں بھی بھیجی گئی تھیں۔ ان کتابوں کے متعلق مکتوب نگار کی یہ وضاحت بھی کہ "پیش نظر شیخ صاحب اکثر بودہ" ناسخ سے اس کے قریبی تعلق پر دلالت کرتی ہے[3]۔ ان شواہد کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ناسخ کا جو کلام اس وقت مطبوعہ صورت میں ہمارے پیش نظر ہے وہ قطعاً مستند نہیں اور اس کی روشنی میں ان کے شاعرانہ مرتبے اور لسانی خدمات کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے، ان پر از سرِ نو غور و فکر کی ضرورت ہے۔

ایک اور اہم بات جو ناسخ کے تین دیوانوں کے متعلق کلیات کے آخر میں پیش کردہ وضاحت سے سامنے آتی ہے، یہ ہے کہ یہ دیوان زمانۂ تصنیف کے لحاظ سے ترتیب دیے گئے ہیں یعنی دیوانِ اوّل آغازِ شاعری سے ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۷ء) تک کے کلام پر مشتمل ہے، دیوانِ دوم ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۷ء) کے بعد سے ۱۲۳۷ھ (۲۲-۱۸۲۱ء) تک کے کلام کا مجموعہ ہے۔ دیوانِ سوم میں عمر کے آخری سات برسوں کا کلام یکجا کر دیا گیا ہے۔ تحقیقی اعتبار سے یہ بیان بھی ایک مفروضے سے زیادہ حیثیت

---

[1] "انتخاب دیوانِ ناسخ" شائع کردہ مکتبۂ جامعہ، دہلی، اپریل ۱۹۷۲ء، ص ۱۲۲۔ [2] "حقائق" مطبوعہ الٰہ آباد، جون ۱۹۷۸ء، ص ۳۰۲ و ۳۰۶

[3] ممکن ہے کہ یہ خط مرزائی صاحب ٹکسال والے کی تحریر ہو جو سعادت خان ناصر کے بیان کے مطابق ناسخ کی وفات کے بعد "ان کے تمام مال اور اسباب اور املاک پر حسب وصیت ان کے ... قابض و متصرف ہوئے تھے۔" (خوش معرکۂ زیبا، مرتبہ مشفق خواجہ، شائع کردہ مجلس ترقی ادب، لاہور، جلد دوم مطبوعہ مارچ ۱۹۷۲ء، ص ۳۰۹)

نہیں رکھتا۔ چنانچہ دیوانِ اوّل کے سلسلے میں پروفیسر شبیہ الحسن نونہروی کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ اس میں ۱۲۳۲ھ کے بعد بھی اضافے ہوتے رہے ہیں[1] ہم اپنے مطالعے کی روشنی میں پروفیسر صاحب موصوف کے اس قول پر اس اضافے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ دیوانِ اوّل میں ۱۲۳۲ھ کے بعد صرف اضافے ہی نہیں کیے گئے ہیں بلکہ بعض غزلیں اس دیوان سے خارج کر کے دیوانِ دوم میں بھی داخل کی گئی ہیں۔ اس ضمن میں شواہد کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :

(۱) کلامِ ناسخ کا قدیم ترین ماخذ جو اس وقت ہماری دسترس میں ہے، وہ مصحفی کا تذکرہ "ریاض الفصحا" ہے اس تذکرے کا آغاز ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) میں اور اتمام ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۱ء) میں ہوا۔ قرائن کے مطابق اس تذکرے میں ناسخ کا حال ۱۲۲۲ھ میں لکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ نمونۂ کلام کے طور پر جو اشعار پیش کیے گئے ہیں، وہ اس سے پہلے کہی ہوئی غزلوں سے ہی انتخاب کیے گئے ہوں گے۔ ان اشعار میں سے جن کی مجموعی تعداد سینتالیس ہے، اکیس[2] شعر کسی مطبوعہ دیوان میں شامل نہیں جبکہ مندرجہ ذیل تین اشعار دیوانِ دوم کی غزلوں میں ملتے ہیں:

ملا عکسِ شفق کو رتبۂ اکسیر پانی میں	طلائی ہو گئی ہر موج کی زنجیر پانی میں
وہ مجنوں ہوں کہ ہر عالم میں لیلیٰ میرے شامل ہے	دلِ نالاں جرس ہے سینۂ بے کینہ محمل ہے
توقع ہے شبِ فرقت میں مجھ کو صبح ہونے کی	معاذ اللہ کتنا موت سے انسان غافل ہے

(۲) اعظم الدولہ سرور کا تذکرہ "عمدۂ منتخبہ" اضافوں اور ترمیموں کے مختلف مراحل سے گزر کر ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۹ء) میں مکمل ہوا لیکن اس کا نقشِ اوّل ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) کے قریب تیار ہو چکا تھا۔ اس کے دستیاب قلمی نسخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی نسخے کی کتابت محرم ۱۲۲۴ھ (فروری ۱۸۰۹ء) میں مکمل ہوئی تھی۔ اس تذکرے میں ناسخ کے نمونۂ کلام میں جو اشعار پیش کیے گئے ہیں ان میں سے ایک کے علاوہ وہ تمام اشعار جو کلیاتِ مطبوعہ اور اس تذکرے میں مشترک ہیں، دیوانِ اوّل سے تعلق رکھتے ہیں۔ باقی ماندہ ایک شعر جس غزل سے تعلق رکھتا ہے، وہ کلیاتِ مطبوعہ کے دیوانِ دوم میں شامل ہے۔ یہ شعر درج ذیل ہے :

دو شبِ تار سے تشبیہ ہمارے دن کو	تیرگی سے نظر آتے ہیں ستارے دن کو[3]

(۳) دیوانِ دوم (مطبوعہ) کی ایک غزل کا مقطع ہے :

ناسخ ہے میر سلمہ اللہ کی زمین	اک معنیٔ شگفتہ کو باندھا ہزار رنگ

جیسا کہ اس مقطع سے ظاہر ہے، یہ غزل میر کی زمین میں ہے اور ان کی زندگی میں یعنی ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء) سے

---

[1] "ناسخ۔ تجزیہ و تقدیر" شائع کردہ اردو پبلشرز، لکھنؤ، نومبر ۱۹۷۴ء ص ۲۰۸

[3] کلیاتِ ناسخ، طبع اوّل (ص ۲۰۸) اور بعد کے ایڈیشنوں میں اس شعر کا مصرع ثانی اس طرح نقل ہوا ہے : تیرگی ہے کہ نظر آتے ہیں تارے دن کو

پہلے کہی گئی ہے[1]۔ اس اعتبار سے اسے دیوانِ اوّل میں شامل ہونا چاہیئے۔

(۴) دیوانِ اوّل کے بعض قلمی نسخوں کے مطالعے سے بھی یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس دیوان کی بعض ناتمام غزلیں بعد میں مزید اشعار کے اضافے کے ساتھ دیوانِ دوم میں شامل کر دی گئی ہیں۔

اس صورتِ حال کا تقاضا یہ ہے کہ کلامِ ناسخ کی از سرِ نو تدوین کی جائے۔ یہ کام کئی اعتبار سے اہم ہے اور پہلے دو دیوانوں کے مخطوطات کی وافر تعداد میں دستیابی کی بنا پر بآسانی انجام دیا جا سکتا ہے۔ جناب رشید حسن خان نے "انتخابِ ناسخ" کے مقدمے میں اس ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے:

"کلامِ ناسخ کے بہت سے مخطوطات مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔ ان میں ایسے مخطوطات بھی ہیں جن میں کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی شامل ہے۔ اور ایسے مخطوطات بھی ہیں جن کی مدد سے ناسخ کے تیسرے دیوان کی غزلوں کا تعین بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ ان مخطوطات کی مدد سے کلامِ ناسخ کا ایک اچھا ایڈیشن مرتب کیا جائے جس میں تینوں دیوان الگ الگ ہوں۔ زبان اور متروکات کی بحث کے نقطۂ نظر سے تینوں دیوانوں کا تعین ضروری ہے۔ لیکن اس سے زیادہ ضرورت یوں ہے کہ اشاعتِ اوّل کے غلط نامے سے بعض شبہات تعینِ متن کے متعلق پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے ازالے کی واحد صورت یہی ہے کہ کلامِ ناسخ کو پورے مرتب کیا جائے۔"[2]

اصولِ تدوین کے مطابق ناسخ کے مختلف دیوانوں کی ترتیبِ جدید اور ان کے از سرِ نو مطالعے کی اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے فی الوقت "دیوانِ ناسخ" کے ایک اہم قلمی نسخے کو بصورتِ عکس شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے تاکہ اس سے استفادے کا دائرہ وسیع تر ہو سکے نیز عام قارئین اور محققینِ متن دونوں بیک نظر یہ اندازہ کر سکیں کہ کلیاتِ مطبوعہ اور قلمی نسخوں کے مشمولات میں کیفیت اور کمیت دونوں کے اعتبار سے کس قدر نمایاں فرق ہے اور متداول متن پر انحصار تحقیقی و تنقیدی نقطۂ نظر سے کس درجہ گمراہ کن ہے۔

دیوانِ ناسخ کا یہ قلمی نسخہ بنارس ہندو یونیورسٹی کے ذخیرۂ لالہ سری رام سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ کل پچاسی اوراق پر مشتمل ہے مسطر عام طور پر انیس سطری ہے لیکن کسی کسی صفحہ پر اٹھارہ یا بیس سطریں بھی ملتی ہیں۔ کاغذ کی قدامت اور کرم خوردگی کے باوجود متن بڑی حد تک محفوظ ہے۔ اس مخطوطے میں ورق ۱۔الف سے ورق ۷۵۔الف کے وسط تک ردیف وار غزلیں درج ہیں۔ ردیفوں کی ترتیب عام طور پر حروفِ تہجی کے مطابق ہے لیکن کہیں کہیں یہ سلسلہ برقرار نہیں رہ سکا ہے۔ مثلاً ردیف السین کے بعد پہلے

---

[1] یہ غزل نہ تو بہت قلمی دیوان میں موجود ہے اور نہ "کلیاتِ میر" میں اس زمین میں کوئی غزل ملتی ہے۔ یہ صورتِ حال اس سلسلے میں مزید تحقیق کی طالب ہے۔

[2] انتخابِ ناسخ ص ۱۲۱

ردیف الغین اور اس کے بعد ردیف العین کی ایک ایک غزل۔ اس کے بعد ردیف الصاد کی ایک غزل اور بعد ازاں ردیف الغین کی ایک اور غزل نقل ہوئی ہے۔ بعض ردیفوں مثلاً ردیف بائے فارسی، ردیف الحار، ردیف رائے ہندی، ردیف الزار، ردیف الشین، ردیف الضاد، ردیف الطار، ردیف الظار اور ردیف القار میں کوئی غزل موجود نہیں۔ ردیف یار کی آخری غزل کے بعد بالترتیب ردیف لام اور ردیف الف کے دو دو متفرق اشعار منقول ہیں۔ اس کے بعد ورق ۵۷۔ الف ہی کی اٹھارہویں سطر سے رباعیات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ یہ کل سات رباعیاں ہیں، جو سب کی سب غیر مطبوعہ ہیں۔ ورق ۵۷ ب کی آخری سطر پر "تواریخ" کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ تاریخوں کا یہ سلسلہ ورق ۸۵۔ الف کی آخری سطر پر ختم ہوتا ہے۔ ان قطعاتِ تاریخ کی مجموعی تعداد اٹھاسی ہے جن میں بیشتر عنوانات کے التزام سے محروم ہیں، صرف پندرہ قطعوں کی پیشانی پر واضح یا نیم واضح الفاظ میں متعلقہ واقعات کی طرف اشارے کر دیے گئے ہیں۔ بہ اعتبارِ زمانہ قدیم ترین قطعاتِ تاریخ میر روشن علی کے مکان کی تعمیر اور نواب آصف الدولہ کے سانحۂ وفات (۱۲۱۲ھ) سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دونوں قطعے بالترتیب تیرہویں اور پینتالیسویں نمبر پر درج ہیں۔ چھبیسویں اور ستائیسویں نمبر کے دو قطعات ۱۲۴۳ھ کے دو واقعات سے متعلق ہیں جبکہ آخر کے گیارہ قطعوں سے ۱۲۴۳ھ برآمد ہوتا ہے۔ ان میں سے نو قطعے مرزا قتیل کے سالِ وفات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ نسخے کا اختتام اسی سلسلے کے آخری قطعے پر ہوتا ہے۔ ترقیمہ جو ورق ۸۵ب کی ابتدائی پانچ سطروں کو محیط ہے، درج ذیل ہے۔

"تمت تمام شد دیوانِ شیخ امام بخش متخلص بہ ناسخ بتاریخ بست[۱] ہفتم شہر صفر سنہ یک ہزار و دو صد و پنجاہ و پنج ہجری حسب فرمائش نواب مستطاب، معلی القاب، ملجا اہل کمال، ملاذ الغربا حسن علی خاں بہادر دام اقبالہ، بدست خط اضعف العباد محمد حسین علی تحریر یافت فقط تمت تمام شد فقط۔"

اس ترقیمے کے مطابق اس نسخے کی کتابت ناسخ کی وفات کے نو ماہ بعد مکمل ہوئی ہے لیکن صفحۂ اول کی لوح پر شنگرفی روشنائی سے "دیوانِ شیخ محمد ناسخ دام ظلہٗ" کا اندراج یہ ظاہر کرتا ہے کہ کتابت کی ابتدا شیخ صاحب کی زندگی ہی میں ہو چکی تھی۔ اس کے برخلاف یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نسخہ جس نسخے سے منقول ہے، اس کی لوح پر بھی یہ عبارت اسی طرح مرقوم ہو یا لکھنے والا جس نے مصنف کا نام تک صحیح نہیں لکھا ہے، "دام ظلہٗ" کے مفہوم ہی سے ناواقف ہو۔ یہ نسخہ جن "نواب مستطاب معلی القاب" کے لیے لکھا گیا ہے وہ بہ گمانِ غالب امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ کے صاحبزادے اور ناسخ کے شاگردِ رشید نواب حسین علی خاں اثر ہیں۔ کاتب نے غلطی سے ان کا نام "حسن علی خاں" لکھ دیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نسخہ اصلاً نواب موصوف کے لیے نہ لکھا گیا ہو بلکہ ان کی فرمائش پر لکھے ہوئے کسی نسخے سے منقول ہو۔ اس کے باوجود اعتبار و استناد کے نقطۂ نظر سے اس نسخے کی اہمیت پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

---

[۱] "بست" مخطوطہ میں اس لفظ پر کاٹے جانے کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ (ادارہ)

دستیاب معلومات کے مطابق "دیوانِ ناسخ" کا قدیم ترین قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے ذخیرۂ سبحان اللہ میں محفوظ ہے۔ ترقیمے کی رُو سے اس کی کتابت سہ شنبہ، ۲۱ ربیع الاوّل ۱۲۳۴ھ (۱۹ جنوری ۱۸۱۹ء) کو مکمل ہوئی تھی۔ گیارہ سطری مسطر کے پینسٹھ[۶۵] اوراق پر مشتمل اس نسخے میں ہر سطر میں دو شعر اور ہر صفحے پر اوسطاً بیس[۲۰] شعر نقل ہوئے ہیں۔ نسخۂ بنارس کے مندرجات سے متعلق گزشتہ سطور میں پیش کردہ تفصیلات کے مطابق اس کا اختتام غزلیات کے آخر میں درج چار متفرق اشعار میں سے تیسرے شعر:

صدمہ اٹھے گا مجھ سے نہ غوغائے زاغ کا ہوں بے دماغ نغمہ سرایانِ باغ کا

پر ہوا ہے۔ اسی سلسلے کا ایک اور نسخہ سالار جنگ میوزیم، حیدرآباد میں بھی موجود ہے۔ یہ نسخہ ہماری نظر سے نہیں گزرا، لیکن ثانوی ذرائع سے حاصل شدہ معلومات کے بموجب اس کے اوراق کی تعداد ایک سو چھ[۱۰۶] اور فی صفحہ سطروں کی تعداد چودہ[۱۴] ہے۔ کتابت کی تکمیل دو شنبہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۴۴ھ (۲۷ اکتوبر ۱۸۲۸ء) کو ہوئی ہے۔ نسخۂ علی گڑھ کی طرح اس نسخے کا خاتمہ بھی سلسلۂ متفرقات کے مندرجہ بالا تیسرے شعر پر ہی ہوا ہے۔[لے] ان تفصیلات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ علی گڑھ اور حیدرآباد کے یہ دونوں نسخے کسی ناتمام یا ناقص الآخر نسخے پر مبنی ہیں۔ اس کے برخلاف نسخۂ بنارس ہر اعتبار سے مکمل ہے۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ "دیوانِ ناسخ" کا قدیم ترین مکمل قلمی نسخہ ہے۔

نسخۂ بنارس "دیوانِ ناسخ" کے دوسرے تمام نسخوں سے اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ بہ ظاہر حال ایک طرف تو اس میں ۱۲۳۲ھ (۱۷-۱۸۱۶ء) تک کا وہ تمام کلام درج ہے جسے ناسخ شاملِ دیوان کرنا چاہتے تھے اور دوسری طرف ۱۲۳۳ھ اور ۱۲۳۴ھ کے پانچ مختلف واقعات سے متعلق تیرہ[۱۳] قطعاتِ تاریخ کے علاوہ کوئی ایسی چیز موجود نہیں جسے بدیہی طور پر اس کے معلوم زمانۂ ترتیب کے بعد کی تصنیف کہا جا سکے۔ ان تیرہ[۱۳] قطعات میں سے بھی نو قطعے صرف ایک واقعے یعنی مرزا قتیلؔ کی وفات سے متعلق ہیں جو سہ شنبہ، ۲۳ ربیع الاوّل ۱۲۳۳ھ (۱۳ جنوری ۱۸۱۸ء) کو واقع ہوئی تھی۔[ٹے] چونکہ اس نسخے کا آخری صفحہ اسی سلسلے کے قطعات پر مشتمل ہے، اس لیے عین ممکن ہے کہ ناسخ ترتیبِ دیوان کے کام سے اصلاً اسی زمانے میں فارغ ہوئے ہوں اور انھوں نے ایک موزوں ترین تاریخی نام (دیوانِ ناسخ) کی خاطر اس سے حاصل شدہ سنہ (۱۲۳۲ھ) اور اصل زمانۂ اتمام کے اس معمولی فرق کو نظرانداز کر دیا ہو۔ باقی چار قطعات میں سے میر نوروز علی کی وفات (۱۲۳۳ھ) کا قطعۂ تاریخ قتیلؔ کے انتقال کے دوسرے اور تیسرے قطعے کے درمیان درج ہے۔ اس سے یہ شبہ گزرتا ہے کہ ممکن ہے یہ قطعہ اور اسی طرح باقی تین قطعے بھی

لے "مقالاتِ حیدری" شائع کردہ اُردو پبلشرز، لکھنؤ، فروری ۱۹۷۷ء ص ۲۱۵ و ۲۱۶ و "جائزۂ مخطوطاتِ اردو" از مشفق خواجہ، شائع کردہ مرکزی اُردو بورڈ، لاہور، فروری ۱۹۷۹ء ص ۱۴۷۔ ٹے "بیاضِ رفعت" بحوالہ ماہنامہ شاعر، بمبئی، شمارہ نمبر ۵،۶ برائے ۱۹۸۱ء ص ۶۸۔

اصل نسخے میں حاشیے پر بعد میں اضافہ کیے گئے ہوں اور اس نسخے کے کاتب نے انھیں متن میں شامل کر لیا ہو۔ ان قیاسات کو قابلِ اعتنا نہ سمجھا جائے تب بھی یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس نسخے میں کوئی ایسی چیز درج نہیں جو حتماً ۱۲۳۴ھ (۱۸۱۹ء) کے بعد کی تصنیف ہو۔

یہ نسخہ از اوّل تا آخر نہایت پختہ اور صاف نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ البتہ بعض مقامات پر عجلت پسندی یا زود نویسی کے نتیجے میں تحریر کی روش کسی قدر مختلف ہو گئی ہے لیکن کاتب کم سواد بھی ہے اور غیر محتاط بھی۔ چنانچہ وہ الفاظ کی ہیئتِ اصلی پر غور کرنے کی بجائے انھیں ان کی ہیئتِ ظاہری کے مطابق لکھ دینے میں مطلق تامل نہیں کرتا۔ املا کے معاملے میں بھی اس کے معمولات و مختارات اپنے زمانے کے عام کاتبوں سے مختلف نہیں۔ کتابت کی مجموعی کیفیت کا اندازہ مندرجہ ذیل مثالوں سے بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔

نہیں جھکتی ہیں مسجد میں جبیں سا تیری کوچی میں
جھکتے — تیرے کوچے

خم مہراب پر اونکو یقین ہے تیغ بُرّاں سکا
محراب — ان کو

سر اپنا کاٹ ڈالوں آپ اگر شوق شہادت ہی
اگر — ہے

اوٹھاروں بوج کیوں سر پہ کسی قاتلکی احساں کا
اٹھاؤں — بوجھ — قاتل کے

وہ ہی دل زندۂ جاوید ہی جو پہس گیا اسمیں
وہی — ہے — پھنس گیا — اس میں

کہ دام زلف کا چشمہ ہے چشمہ آب حیواں کا

کوئی قاتل ہی پہونچ کر سرہوا مجکو وہاں
کوئے — میں پہنچ — مجھ کو

بوجھ اوترنیکی جگہہ دم چہڑہ گیا مزدور کا
بوجھ اترنے کی — جگہ — چڑھ گیا

یاد وحشت آ ڈراتی ہی مجھی فصل بہار
بادِ — (پر) اڑاتی ہے مجھے

ہاتہہ آتا ہی میری تختِ سلیماں ہر برس
ہاتھ — ہے — مرے

پہلی اپنی عہد سی افسوس سودا اوٹہہ گیا
پہلے — اپنے — سے — اُٹھ گیا

کسی مانگیں جاکی ناسخ اس غزلکی داد ہم
کس سے مانگیں جاکے — غزل کی

بام و در تیری تجلّی سی منوّر ہیں تمام
سے

ہیں صیاں طور کی اطوار تیری کوچی میں
عیاں — کے — تیرے کوچے

حالِ دل کہنی کی ناسخ جو نہیں پاتا یار
کہنے — بار

پہینک جانا ہی وہ اشعار تیری کوچی میں
پھینک جاتا ہے — ترے کوچے

یوں دلا تجکو شب ہجراں میں ہم شاد کریں — وصل میں عیش میں سو اونہیں یاد کریں

تجھ کو ہجر — دیکھا ہیں انھیں

گور زنجیروں سی ڈہان پو عوضِ چادرِ گل — تہا میں دیوانہ میری روح بھی دیوانی ہے

گور سے ڈھانپو گل — تھا مری بھی

کیا ہی ناتواں ایسا ہیں آزارِ فرقت نی — جسم اپنی بدن کی ساحہنی ہرتار بستر ہی

ہے نے — اپنے کے سامنے ہے

ہمصفیر اس باغکا کیسا ہوا ناساز ہی — طائر رنگ چمن تک بل پرواز ہی

ہم صفیر باغ کی کیسی ہے — رنگ مائل ہے

نہیں عشاق کو آرام بعدِ مردن بہی — دلا سا کرو راہِ عشق میں پہلی ہی منزل ہی

آرام ممکن ابعد بھی — یہ گور ہے

غبارِ خط کمالِ حسن میں آیا تیری موہنہ پر — خروق ایمہ جبیں جیسے نصیب ماہِ کامل ہی

ترے منہ — خسوف اے مہ جبیں ہے

یارب مدد طلب ہوں تیری بارگاہ سی — شرمندہ کی کمال ہی عذر گناہ سی

تری بارگاہ سے — شرمندگی ہے گناہ سے

یہ قلمی نسخہ اس اعتبار سے بے حد اہم اور توجہ طلب ہے کہ اس میں متعدد ایسی غزلیں اور صدہا ایسے اشعار موجود ہیں جو کلیاتِ مطبوعہ اور عام قلمی نسخوں میں نہیں ملتے۔ دوسری طرف کلیاتِ مطبوعہ کی تقریباً آتنی ہی غزلیں اور اتنے ہی اشعار اس نسخے میں نہیں پائے جاتے۔ یہ صورتِ حال تاریخی اعتبار سے کلامِ ناسخ کی ترتیب کے سلسلے میں اس نسخے کی غیر معمولی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ مصحفی کے تذکرے "ریاض الفصحا" کے سلسلے میں یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ اس میں شامل ناسخ کے نمونۂ کلام میں سے اکیس[21] شعر مطبوعہ کلیات میں موجود نہیں اور تین شعر دیوانِ اوّل کی بجائے دیوانِ دوم میں پائے جاتے ہیں۔ یہ تمام اشعار اس نسخے میں موجود ہیں۔ اعظم الدولہ سرور کے تذکرے "عمدۂ منتخبہ" میں ناسخ کے کلام کا انتخاب ایک سو ستائیس[127] اشعار پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ستاون[57] شعر کلیاتِ مطبوعہ میں نہیں ملتے۔ پیشِ نظر قلمی دیوان میں ان ستاون[57] اشعار میں سے سینتالیس[47] شعر موجود ہیں۔ ڈاکٹر اکبر حیدری نے احمد حسین کاکوروی کے تذکرے "بہارِ بے خزاں" کے ایک تحقیقی جائزے میں آتش کے انتخابِ کلام میں شامل ایسے پندرہ[15] اشعار کی نشاندہی کی ہے جو اصلاً ناسخ کی تصنیف ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل شعر کے بارے

میں ان کا بیان ہے کہ "یہ ناسخ کے کسی دیوان (قلمی یا مطبوعہ) میں نہیں ملتا"۔

ایک جھٹکے میں جُدا حلقے سے حلقہ ہوگیا
جوشِ وحشت خانۂ زنجیر کو سیلاب تھا

یہ شعر بھی اس قلمی نسخے میں موجود ہے۔ جہاں تک اس تذکرے (بہارِ بے خزاں) میں خود ناسخ کے انتخابِ کلام کا تعلق ہے، ڈاکٹر[1] اکبر حیدری نے دیوانِ ناسخ کی اشاعت اوّل اور تین قلمی نسخوں سے مقابلے کے بعد ایسے بیس[20] اشعار کی نشاندہی کی ہے جو "ناسخ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں لیکن ان کے کسی قلمی یا مطبوعہ دیوان میں نہیں ملتے" اور جو اُنکے خیال میں "الحاقی ہیں"[2]۔ ان بیس[20] اشعار میں سے مندرجہ ذیل ایک شعر "کلیاتِ ناسخ" طبع اوّل کے پہلے دیوان میں صفحہ ۴۶ پر موجود ہے:

اُس پری رُو کے کفِ پا میں ہے عالم نور کا
سنگِ پا کے واسطے منگوائیں پتھر طور کا

باقی ماندہ انیس[19] شعروں میں سے مندرجہ ذیل نو[9] شعر "دیوانِ ناسخ" کے زیرِ بحث قلمی نسخے میں شامل ہیں:

مرغِ دل کو چہ سفّاک کو گلشن سمجھا
تیغ کو طائرِ جاں شاخِ نشیمن سمجھا

آئی صحرا میں جو اس گرمِ عناں کی دم یاد
چشمِ آہو کو میں نقشِ سمِ توسن سمجھا

خوب دھوکا مجھے مسّی کی اُداہٹ نے دیا
دہنِ یار کو میں غنچۂ سوسن سمجھا

کس نے انگشت رکھی فاتحہ کو فرق بند
شمع معکوس لحد میں جو میں روشن سمجھا

خاک برباد رہی دشتِ جنوں میں میری
بس بگولے ہی کو میں گنبد مدفن سمجھا

کاٹے کھاتی ہے مجھے فکرِ سخن اے ناسخ
دوزبانی قلم اپنی کو (میں) ناگن سمجھا

رنگ میں شوخ ہے ایسا بدنِ سُرخ ترا
جس پہ سرسبز نہیں پیرہنِ سُرخ ترا

ہو ہمیشہ ترے کوچے میں شہیدوں کی بہار
رہے سرسبز الٰہی چمنِ سُرخ ترا

ایک بوسے کے تصوّر میں یہ ہوتا ہے کبود
نہیں محتاج مسی کا دہنِ سُرخ ترا

ناسخ کے سوانح نگار ان کی زندگی کے بعض اہم واقعات کے سلسلے میں ان کے جن اشعار سے استشہاد کرتے رہے ہیں، ان کے معاملے میں بھی یہ قلمی نسخہ غور و فکر کے بعض نئے زاویوں کی طرف رہبری کرتا ہے۔ مثلاً ناسخ کی تاریخِ ولادت کا تعین ان کے مندرجہ ذیل شعر کی بنیاد پر کیا گیا ہے:

رہے کیوں کر نہ دل ہر دم نشانہ ناوکِ غم کا
کہ ہے میرا تولّد ہفتمِ ماہ محرّم کا

۱؎ "تحقیقی نوادر" از ڈاکٹر اکبر حیدری، شائع کردہ اردو پبلشرز، لکھنؤ، ستمبر ۱۹۷۰ء ص ۲۷۲، ۲؎ ایضاً "تحقیقی نوادر" ص ۵۱۶

یہ دیوانِ اوّل (مطبوعہ) کی چھبیسویں[۲۶] غزل کا مطلع ہے۔ پیشِ نظر قلمی دیوان میں یہ غزل تیرہویں نمبر پر درج ہے لیکن اس میں یہ مطلع موجود نہیں۔ اس دیوان میں غزل کا آغاز مندرجہ ذیل مطلع سے ہوا ہے جو دیوانِ مطبوعہ میں نہیں ملتا ؎

مرے رونے کے آگے قلزم اک قطرہ ہے شبنم کا ‏ ‏ ‏ شرر سے کم ہے پیشِ سوزِ دل رتبہ جہنم کا

ناسخ ابتدا میں سُنّی العقیدہ تھے۔ بعد میں انھوں نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ابتدائی کلام میں بعض ایسے اشعار موجود تھے جو ان کے بعد میں اختیار کردہ عقیدے کے خلاف تھے۔ جب کچھ لوگوں نے ان اشعار کی موجودگی پر اعتراض کیا تو ناسخ نے ان کی زبان بندی کے لیے ایک غزل کے مقطع میں یہ اعلان کیا ؎

کیا ہُوا اگر شعرِ ناسخ ہیں عقیدے کے خلاف ‏ ‏ ‏ آیہ منسوخ کیا موجود قرآں میں نہیں

مطبوعہ دیوانِ اوّل میں اس زمین میں دو غزلیں موجود ہیں۔ یہ شعر ان میں سے پہلی غزل کا مقطع ہے لیکن دیوان قلمی میں ان میں سے کوئی غزل نہیں ملتی۔

صاحبِ "خوش معرکۂ زیبا" کے بیان کے مطابق سیوا رام شائق شاگردِ آتش نے کلامِ ناسخ کو منسوخ کرنے کے ارادے سے ان کی ہر غزل کا جواب لکھنا شروع کیا تھا۔ یہ خبر ناسخ تک پہنچی تو انھوں نے ایک غزل میں مندرجہ ذیل دو شعر کہے:

کہہ رہا ہے ایک جاہل میرے دیوان کا جواب ‏ ‏ ‏ بوُمسیلم نے کہا تھا جیسے قرآں کا جواب

کیا کلیم اللہ سے نسبت ہے اس ناپاک کو ‏ ‏ ‏ چاہیئے فرعون کو، دے اپنے ہاماں کا جواب[۱]

متداول کلیات میں نہ یہ اشعار موجود ہیں اور نہ اس زمین میں کوئی غزل ہی ملتی ہے جب کہ قلمی دیوان میں[۹] ان اشعار کی ایک مکمل غزل میں یہ دونوں شعر موجود ہیں۔ اس غزل کے باقی اشعار بھی اسی حریفانہ کیفیت کی غمازی کرتے ہیں۔

مولانا محمد حسین آزاد کا بیان ہے کہ ایک بار مشاعرے میں شیخ صاحب ایسے وقت پہنچے جبکہ جلسہ ختم ہو چکا تھا مگر خواجہ حیدر علی آتش اور کچھ اور شعرا موجود تھے۔ ان لوگوں نے شیخ صاحب سے ان کا کلام سننے کا اشتیاق ظاہر کیا تو انھوں نے یہ مطلع پڑھا: ؎

جو خاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں ‏ ‏ ‏ شمارِ دانۂ تسبیح میں امام نہیں

چونکہ نام بھی امام بخش تھا، اس لیے تمام اہلِ جلسہ نے نہایت تعریف کی[۲]۔ دیوانِ اوّل (مطبوعہ) میں اس زمین میں ایک غزل موجود ہے جس میں دو[۲] مطلعے ہیں لیکن اُن میں مندرجہ بالا مطلع شامل نہیں۔ دیوانِ قلمی میں نہ تو یہ مطلع ملتا ہے اور نہ

۱؎ "خوش معرکۂ زیبا" مرتبہ مشفق خواجہ، جلد دوم ص ۵۶ و ۵۷۔

۲؎ "آبِ حیات"، عکسی ایڈیشن (مبنی بر طبع ۱۹۰۷ء) شائع کردہ یو۔ پی۔ اردو اکادمی، لکھنؤ ص ۳۵۴ و ۳۵۵۔

اس زمین میں کوئی غزل پائی جاتی ہے۔

پروفیسر شبیہ الحسن نونہروی نے امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ (متوفی ۱۶ شوال ۱۲۰۶ھ) کی وفات کے قطعۂ تاریخ کو قیاساً ناسخ کی شاعری کا قدیم ترین نمونہ قرار دیا ہے۔ اس قطعے میں ان کا تخلص موجود نہیں۔ اس کے بعد روہیل کھنڈ کے معرکے میں آصف الدولہ کی فتح یابی کے قطعۂ تاریخ کو جس سے ۱۲۰۹ھ برآمد ہوتا ہے اور جس میں تخلص موجود ہے، پیش کر کے یہ رائے قائم کی ہے کہ شیخ صاحب نے "ناسخ" تخلص ۱۲۰۶ھ اور ۱۲۰۹ھ کے درمیان اختیار کیا ہوگا۔[1] پیشِ نظر قلمی نسخے میں یہ دونوں قطعاتِ تاریخ موجود نہیں۔

ڈاکٹر اکبر حیدری نے اپنے ایک مضمون "ناسخ اور کلیاتِ ناسخ کے چند اہم مخطوطات" میں ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے اس بیان کو کہ ناسخ ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے، تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور مولانا محمد حسین آزاد کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہ انھوں (ناسخ) نے تقریباً سو برس کی عمر پائی ہوگی (کیونکہ) وہ اکثر عہدِ سلف کے معرکے اور نواب شجاع الدولہ (متوفی ۱۱۸۸ھ) کی باتیں آنکھوں سے دیکھی بیان کرتے تھے،[2] نواب شجاع الدولہ اور انگریزوں کے درمیان بکسر کی لڑائی (۱۱۷۸ھ) کا قطعۂ تاریخ بطور شہادت پیش کیا ہے۔[3] نسخۂ بنارس میں یہ قطعۂ تاریخ بھی موجود نہیں۔

قلمی نسخے اور دیوانِ مطبوعہ کے تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ دیوانِ اول کی بعض غزلیں یا ان کے منتخب اشعار نئے شعروں کے اضافے کے ساتھ دیوانِ دوم میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ "ریاض الفصحا" میں منقول نمونۂ کلام کے سلسلے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ اس کے تین اشعار دیوانِ دوم میں شامل ہیں۔ ان میں سے پہلا شعر (اکسیر پائی میں تصویر پائی میں) یا اس زمین میں کوئی غزل اس قلمی دیوان میں موجود نہیں۔ دیوانِ دوم (مطبوعہ) میں کل چار شعر ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ اشعار ۱۲۳۲ھ اور ۱۲۳۶ھ کے درمیان کہے گئے ہوں۔ بعد کے دونوں شعر (شامل ہے، محمل ہے، غافل ہے) جس غزل سے ماخوذ ہیں، وہ اس قلمی دیوان میں اکیس[21] اشعار پر مشتمل ہے۔ ان میں سے سولہ[16] شعر دیوانِ دوم میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ اس غزل کا ایک اور شعر جو مصحفی کے انتخاب میں شامل ہے لیکن دیوانِ دوم (مطبوعہ) میں جگہ نہیں پا سکا، درج ذیل ہے:

ٹپکتا ہے لہو لکھتے ہیں جب اشعارِ رنگیں ہم　　　ہمارے ہاتھ میں خامہ گلوے مرغِ بسمل ہے

دیوانِ اول سے دیوانِ دوم میں اشعار کی منتقلی کے وقت اُن میں مختلف النوع تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ان میں سب سے

---

[1] "ناسخ۔ تجزیہ و تقدیر" ص ۴۳۔ کسی غزل یا قطعۂ تاریخ کے آخری شعر میں تخلص کا موجود نہ ہونا ہرگز اس امر کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اس کی تصنیف کے وقت شاعر نے کوئی تخلص اختیار نہیں کیا تھا۔ [2] یہ بیان ناسخ کے شاگرد مولوی عظیم اللہ غنی غازی پوری کا ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری نے اسے غلطی سے مولانا محمد حسین آزاد کی طرف منسوب کر دیا ہے دیکھئے "آبِ حیات" ص ۳۳۹۔ [3] "مقالاتِ حیدری" ص ۱۹۹ و ۲۲۱۔

نمایاں متن کی تبدیلی ہے۔ اس نوع کی تبدیلیاں چونکہ عام ہیں اور ان کے متعلق ابتدا ہی میں شک کا اظہار کیا جا چکا ہے، اس لیے تفصیل میں نہ جاتے ہوئے صرف چند مثالیں پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) پیش نظر قلمی نسخے میں ردیف سین کی ایک ناتمام غزل مندرجہ ذیل تین اشعار پر مشتمل ہے: ؎

خارِ پہلو ہوتی ہے یادِ گلستاں ہر برس — اے جنوں آباد کرتا ہوں میں زنداں ہر برس
یادِ وحشت (پر) اُڑاتی ہے مجھے فصلِ بہار — ہاتھ آتا ہے مرے تختِ سلیماں ہر برس
ہیں جو تیرے خنجرِ موجِ تبسم کے شہید — گل انھیں کی خاک سے ہوتے ہیں خنداں ہر برس

دیوانِ دوم (مطبوعہ) میں اس زمین میں سترہ اشعار کی ایک مکمل غزل شامل ہے (طبع اول صفحات ۱۲۴ و ۱۲۵ حاشیہ) اس غزل میں دیوانِ قلمی کے ان تین شعروں میں سے صرف دو شعر جگہ پا سکے ہیں۔ ان اشعار میں جو ترمیمیں کی گئی ہیں ان کا اندازہ ان کے اس بدلے ہوئے متن سے کیا جا سکتا ہے: ؎

فصلِ گُل میں گھر مرا ہوتا ہے ویراں ہر برس — اے جنوں آباد کرتا ہوں میں زنداں ہر برس
فصلِ گُل میں بادِ پُر وحشت اڑاتی ہے ہمیں — ہاتھ آجاتا ہے اورنگِ سلیماں ہر برس

(۲) قلمی دیوان میں "ردیف الیا" کے تحت ایک زمین میں صرف یہ دو شعر ملتے ہیں: ؎

بتوں کے عشق میں یہ دل مدام روشن ہے — چراغ دیر سے بیت الحرام روشن ہے
وہ بام پر نہیں ہر چند پر تصور سے — بسانِ مطلعِ خورشید بام روشن ہے

دیوانِ دوم (مطبوعہ) میں اس زمین میں تین اشعار پائے جاتے ہیں (طبع اول، حاشیہ ص ۲۶۹) جن میں مندرجہ بالا دونوں شعروں میں سے کوئی شعر شامل نہیں، لیکن دیوانِ دوم کے لیے جو نیا مطلع کہا گیا ہے، وہ دیوانِ قلمی کے دوسرے شعر سے ماخوذ ہے۔ نیا مطلع درج ذیل ہے: ؎

کمال آپ کے جلوے سے بام روشن ہے — برنگِ مطلعِ ماہِ تمام روشن ہے

(۳) سرسری تقابلی مطالعے کے دوران ارکانِ بحر کے فرق کے ساتھ ایک دیوان کے اشعار دوسرے دیوان میں منتقل کرنے کی بھی ایک مثال سامنے آئی ہے۔ دیوانِ قلمی میں ردیف الیا کی ایک ناتمام غزل ان تین اشعار پر مشتمل ہے:

غم نہیں، دشمن اگر میرا سوارِ فیل ہے — کافی اس کے واسطے اک ریزۂ سجیل ہے
ایسے ہیں مُرو پوش لوگ آئینۂ انصاف سے — نازنیں، رشکِ پری ہیں دیو سا گر ڈیل ہے
میں کسی کو کیا سمجھتا ہوں، وہ میرا ہے امیر — جس کے نوبت خانے میں قرنائے اسرافیل ہے

ان میں سے دوسرے شعر کے علاوہ باقی دونوں شعر ایک کی تخفیف اور الفاظ کے معمولی ردّ و بدل کے ساتھ دیوانِ دوم (مطبوعہ) کی آٹھ اشعار پر مشتمل ایک غزل میں شامل کر لیے گئے ہیں (طبع اوّل، حاشیہ صفحات ۲۵۵ و ۲۵۶) یہ دونوں شعر درج ذیل ہیں : ؎

کیا اگر دشمن سوارِ فیل ہے　　　کافی اس کو ریزۂ سجّیل ہے

کیا کہوں شان اس کے نوبت خانے کی　　　جس میں اک قرنائے اسرافیل ہے

(۴) دیوانِ دوم (مطبوعہ) میں بحر اور ردیف دونوں کی تبدیلی کی بھی ایک مثال موجود ہے۔ دیوان قلمی میں ردیف الیاء کے تحت تین اشعار کی ایک ناتمام غزل کا مطلع ہے : ؎

یہ ضعف ہے، دب جاؤں میں کہسار کے نیچے　　　آجاؤں اگر سایۂ دیوار کے نیچے

یہ مطلع الفاظ کے بہت معمولی سے فرق کے ساتھ کلیاتِ مطبوعہ کے دوسرے دیوان کی نو اشعار پر مشتمل ایک غزل میں، جس کی بحر اور ردیف دونوں مختلف ہیں، شامل کر لیا گیا ہے (طبع اوّل، حاشیہ ص ۲۹۵)۔ تبدیل شدہ شکل حسب ذیل ہے : ؎

یہ ضعف ہے کہ دب مروں کہسار کے تلے　　　آجاؤں میں جو سایۂ دیوار کے تلے

پیشِ نظر قلمی دیوان اور دیوانِ مطبوعہ میں اشعار کے متن میں جو لفظی اختلافات پائے جاتے ہیں وہ تعداد کے اعتبار سے اتنے زیادہ ہیں کہ اس مقدمے میں ان کا بالتفصیل جائزہ لینا نہ تو ممکن ہے اور نہ مناسب۔ لہذا بہ نظرِ اختصار صرف ردیف الف کی غزلوں سے کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ سرسری طور پر نو دریافت متن اور متداول متن (کلیاتِ ناسخ، طبع اوّل) کے فرق کی نوعیت کا اندازہ ہو جائے۔ ملاحظہ ہوں : ؎

صریرِ خامہ کو وہ شیر کا نعرہ سمجھتے ہیں　　　یقیں اعدا کو ہے میرے قلمداں پر نیستاں کا (دیوان قلمی)
صریرِ کلک کو اب　　　(〃 مطبوعہ)

کسی سے دل نہ اس وحشت کدے میں میں نے اٹکایا　　　نہ الجھا خار سے دامن کبھو میرے بیاباں کا (قلمی)
کبھی　　　(مطبوعہ)

صبح دم یہاں خانۂ دل میں ہوا روشن چراغ　　　عالمِ پیری میں عشقِ نوجواں پیدا ہوا (قلمی)
خانۂ دل میں چراغِ شام آیا صبح دم　　　(مطبوعہ)

طوق ہالے کا پڑا اس کے گلے میں کس لیے　　　ماہ بھی شاید کہ تیرے عشق میں مجنوں ہوا (قلمی)
چاند　　　اسی کے　　　(مطبوعہ)

رات بھر اک اختر سے لڑا کی میری آنکھ — بس کہ تھا دل میں خیال اس رخنۂ دیوار کا (قلمی)
تھا تصوّر دل میں تیرے (مطبوعہ)

پاؤں پھیلائے (ہیں) بجادوں کی طرح ہر خاک میں — یعنی گریباں اے جنوں! صحرا کا دامن ہوگیا (قلمی)
چاک نے — اب (مطبوعہ)

ایسی دل چسپ اس کی صورت ہے پڑے اس کا جو عکس — آئنے میں حشر تک ہووے گماں تصویر کا (قلمی)
شکل اس کی ایسی ہے دل چسپ گر پڑ جائے عکس — تا قیامت آئنے میں شبہ ہو (مطبوعہ)

آشیاں باندھے جو اگر چمنِ ناسخ میں — بیضۂ زاغ سے ہو مرغِ خوش الحاں پیدا (قلمی)
آشیاں میرے چمن میں جو لگائے آکر (مطبوعہ)

عیاں ہے ہر حباب بحر میں کیفیت دُنیا — برائے دیدۂ بینا ہیں لاکھوں جامِ جم پیدا (قلمی)
سے — چشمِ بینا — ہزاروں (مطبوعہ)

بارے احسانِ فلک سے تو ملی آزادی — یہ بھی حاصل ہے جو یہاں کچھ مجھے حاصل نہ ہوا (قلمی)
بار — اگر (مطبوعہ)

مزہ تجھ بن ہوا ہے تلخ عیشِ زندگانی کا — چراغِ گور ہے ساغر شرابِ ارغوانی کا (قلمی)
مزہ یہ تلخ فرقت میں ہے (مطبوعہ)

کس کے کوچے میں جبیں سا تو ہوا ہے ناسخ — داغ ہے چاند سے روشن تری پیشانی کا (قلمی)
چاند سا داغ ہے (مطبوعہ)

دیوانِ قلمی اور دیوانِ مطبوعہ میں غزلوں کی تعداد اور اشعار کی کمی بیشی کے اعتبار سے جو نمایاں فرق نظر آتا ہے وہ بھی مطالعے کا ایک اہم موضوع ہے۔ اس مقدمے کی محدود گنجائش اس کی تفصیل میں جانے کی اجازت نہیں دیتی تاہم اس فرق کی اہمیت اور مقدمہ نگاری کے تقاضے دونوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ان دونوں دیوانوں سے سلسلہ وار بارہ[12] بارہ[12] غزلوں کی تفصیلات پیش کی جارہی ہیں جن سے متن کی دونوں روایتوں کے اختلافات و اشتراکات کی نوعیت و کیفیت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے :-

(ا) دیوانِ ناسخ (قلمی)

(۱) مرا سینہ ہے مشرق آفتابِ داغِ ہجراں کا — طلوعِ صبحِ محشر چاک ہے میرے گریباں کا

اکیس

رحلتِ یاراں میں کیا کہیے جو ہم کو غم ہوا — گر موا دشمن کوئی اس کا بھی اک ماتم ہوا (قلمی)
کیا کہیں مرگِ احبا میں (مطبوعہ)

بن گیا ہر روزنِ دیوار چشمِ انتظار — بس کہ ہے شوق اپنے گھر (کو) آمدِ سیلاب کا (قلمی)
شوق ہے کیا (مطبوعہ)

چاند چھپتا ہے جو دو دن ہوتی ہے حیران خلق — یہاں ہوئی قدر اسکی جو نظروں سے پنہاں ہوگیا (قلمی)
مشتاق — ہوگئی (مطبوعہ)

پھر پڑا پھرتا ہوں میں مدہوش مستوں کی طرح — پھر تصور بندھ گیا مجھ کو کسی مے نوش کا (قلمی)
رہتا — بےہوش بدمستوں کی طرح (مطبوعہ)

گیا جو اس کے کوچے میں وہ با چشمِ پُرآب آیا — حرم سے لاتے ہیں جس طرح زائر آبِ زمزم کا (قلمی)
جس طرح لاتے ہیں (مطبوعہ)

مانعِ رفتار مجھ وحشی کے ہوں کیا خارِ دشت — تیز رو کرتا ہے توسن کو خلش مہمیز کا (قلمی)
کو — کرنا فرس کو کام ہے (مطبوعہ)

عشق کے آزار میں مرتا ہے پرہیزگرِ یار — ہے خدا حافظ دلِ بیمار بدپرہیز کا (قلمی)
بےپرہیز (مطبوعہ)

جلوہ گر از بس کہ ہے دل میں خیال اک ماہ کا — طور کا شعلہ دھواں ہے میری شمعِ آہ کا (قلمی)
نور افشاں جب سے ہے — اُس (مطبوعہ)

سفلہ ہوجاتا ہے وقتِ امتحاں بے آبرو — ٹوٹ جاتا ہے بہت کھینچے سے پانی چاہ کا (قلمی)
ہوتا ہے بوقتِ — ہے دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا (مطبوعہ)

... ہوتی جو کچھ مہر و محبت تم میں — بخدا کوئی بھی کافر نہ مسلماں ہوتا (قلمی)
اے بتو! اگر — کوئی کافر بھی نہ واللہ (مطبوعہ)

کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخنداں ہی نہیں — فکر کے زانو سے اے ناسخ تو اپنا سر اٹھا (قلمی)
زانوئے فکرت (مطبوعہ)

بس کہ یہاں افتادوں کی ہے دست گیری کا رواج — خاک پر گرتا نہیں سایہ مری دیوار کا (قلمی)
دست گیری ایسی افتادوں کی ہے منظورِ طبع (مطبوعہ)

یہ غزل اکیس۲۱ اشعار پر مشتمل ہے۔ ان میں سے سات شعر (اشعار نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۱۳ و ۱۴) دیوانِ مطبوعہ کی غزل نمبر ۳ میں شامل ہیں۔

(۲) کوئی مضمون اگر لکھتا میں اس حالِ پریشاں کا — کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اجزائے دیواں کا

اس غزل میں کل بائیس۲۲ اشعار ہیں جن میں سے دس شعر (اشعار نمبر ۳، ۴، ۶، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۲۱ و ۲۲) دیوانِ مطبوعہ کی غزل نمبر ۲ میں شامل ہیں۔

(۳) عالم کے آگے یار مرا منفعل ہُوا — مرکرِ غمِ فراق میں کیا میں خجل ہُوا

سات اشعار کی یہ غزل دیوانِ مطبوعہ میں موجود نہیں۔

(۴) جب زمینِ شعر کا میں باغباں پیدا ہوا — گلشنِ رنگین بیانی بے خزاں پیدا ہوا

اس غزل کے شعروں کی مجموعی تعداد اٹھارہ۱۸ ہے ان میں سے صرف سات شعر (اشعار نمبر ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۵ و ۱۸) دیوانِ مطبوعہ کی غزل نمبر ۴ میں شامل کیے گئے ہیں۔

(۵) خنجرِ ناز سے تا تیغ جو تو بسمل ہو گا — ہاتھ میں حشر کے دن دامنِ قاتل ہو گا

یہ غزل تیرہ۱۳ اشعار پر مشتمل ہے جن میں سے صرف چار شعر (اشعار نمبر ۶، ۷، ۸ و ۱۳) دیوانِ مطبوعہ کی غزل نمبر ۱۶ میں تیسرے، چوتھے، پانچویں اور آٹھویں نمبر پر شامل ہیں۔

(۶) پریوں کو عمل سے میں تسخیر نہیں کرتا — جز نقشِ درم کچھ بھی تاثیر نہیں کرتا

سات اشعار کی یہ غزل دیوانِ مطبوعہ میں غزل نمبر ۴۲ کی حیثیت سے شامل ہے۔

(۷) سبزۂ خط گورے گالوں پر نمایاں ہوگیا — یاسمن زارِ صباحت سنبلستاں ہوگیا

اس غزل میں کل سولہ۱۶ اشعار ہیں جن میں سے نو۹ شعر (اشعار نمبر ۱، ۲، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۵ و ۱۶) دیوانِ مطبوعہ کی غزل نمبر ۱۱ میں شامل ہیں۔

(۸) دوست ہر اک میرے جی کو دشمن جاں ہوگیا — یعنی دمِ عیسیٰ دمِ شمشیرِ بُرّاں ہوگیا

گیارہ۱۱ اشعار پر مشتمل اس غزل کے پانچ۵ شعر (اشعار نمبر ۳، ۴، ۷، ۹ و ۱۱) مذکورہ بالا غزل نمبر ۱۱ میں شامل ہیں۔

(۹) رنگ میں شوخ ہے ایسا بدنِ سُرخ ترا — جس پہ سرسبز نہیں پیرہن سُرخ ترا

سات۷ اشعار کی یہ غزل دیوانِ مطبوعہ میں موجود نہیں۔[1]

---

[1] مولانا محمد حسین آزاد نے اس زمین میں مصحفی کی تین غزلیں (صفحات ۳۱۸ و ۳۱۹) اور شاہ نصیر کی ایک غزل (ص ۴۰ و ۴۱) نقل کی ہے۔ مصحفی نے "دہنِ سرخ ترا" کو ردیف اور "گل، بلبل، سنبل" وغیرہ کو قوافی قرار دے کر بھی ایک غزل کہی ہے۔ یہ بھی "آبِ حیات" میں موجود ہے۔

(۱۰) کیا اثر میری سیہ بختی کے آگے نور کا — ماہ ہے اک خالِ رخسارِ شبِ دیجور کا

یہ غزل پندرہ[۱۵] اشعار پر مشتمل ہے۔ ان میں سے دس[۱۰] شعر (اشعار نمبر ۱، ۲، ۴، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ و ۱۴) دیوانِ مطبوعہ کی غزل نمبر ۱۴ میں (نمبر ۱، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ و ۱۱ پر) شامل ہیں۔ غزل مطبوعہ میں کل بائیس[۲۲] اشعار ہیں۔

(۱۱) مر گیا ہوں دیکھ کر جلوہ رخِ پُرنور کا — میری لوحِ قبر کو زیبا ہے پتھر طور کا

اس غزل میں کل انیس[۱۹] شعر ہیں جن میں سے بارہ[۱۲] شعر (اشعار نمبر ۱، ۳، ۴، ۵، ۷، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷ و ۱۹) دیوانِ مطبوعہ کی مذکورہ غزل نمبر ۱۴ میں (نمبر ۲، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ و ۲۲ پر) شامل ہیں۔ اس مطبوعہ غزل میں کوئی شعر ایسا نہیں جو دیوانِ قلمی میں موجود نہ ہو۔

(۱۲) لب ریز اُس کے ہاتھ میں ساغر شراب کا — بنتا ہے عکسِ رُخ سے کٹورا گلاب کا

یہ غزل آٹھ اشعار پر مشتمل ہے ان میں سے پہلا شعر دیوانِ مطبوعہ کی غزل نمبر ۱۲۲ (کل ۲۰ اشعار) میں اور اشعار نمبر ۵، ۷، غزل نمبر ۲۱ (کل ۱۷ اشعار) میں بالترتیب چودھویں اور گیارھویں نمبر پر شامل ہے۔

(ب) دیوانِ ناسخ (مطبوعہ) طبع اوّل ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۳ء

(۱) بلبل ہوں بوستانِ جنابِ امیر کا — روح القدس ہے نام مرے ہم صفیر کا

سترہ[۱۷] اشعار پر مشتمل یہ غزل دیوانِ قلمی میں موجود نہیں۔

(۲) دیکھا اس کو جہاں میں غل ہے جس کی آمد آمد کا — الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمدؐ کا

سترہ[۱۷] اشعار کی یہ دوسری غزل بھی دیوانِ قلمی میں نہیں ملتی۔

(۳) مرا سینہ ہے مشرق آفتابِ داغِ ہجراں کا — طلوعِ صبحِ محشر چاک ہے میرے گریباں کا

سترہ[۱۷] اشعار پر مشتمل اس غزل کے سات[۷] شعر (اشعار نمبر ۱، ۲، ۸، ۹، ۱۲، ۱۳ و ۱۵) دیوانِ قلمی کی غزل نمبر ایک سے اور باقی دس[۱۰] شعر (اشعار نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۶ و ۱۷) غزل نمبر ۲ سے لیے گئے ہیں[1]۔

(۴) جس جگہ ہے حسن فوراً قدرداں پیدا ہوا — چاہ میں یوسف گرا تو کارواں پیدا ہوا

اس غزل میں کل گیارہ[۱۱] اشعار ہیں۔ ان میں سے سات[۷] شعر (اشعار نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸ و ۱۱) دیوانِ قلمی کی چوتھی غزل سے

---

[1] کلیاتِ مطبوعہ اور دیوانِ قلمی میں مشترک اشعار سے متعلق ان تفصیلات میں دونوں روایتوں کے درمیان ترتیب کی مطابقت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ بہ طور مثال کلیاتِ مطبوعہ کی اس تیسری غزل کے اشعار نمبر ۱، ۲، ۸، ۹، ۱۲، ۱۳ و ۱۵ بالترتیب دیوانِ قلمی کی غزل نمبر ۱ کے اشعار نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۱۳ و ۱۴ کے اور اشعار نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۶ و ۱۷ بالترتیب دیوانِ قلمی کی دوسری غزل کے اشعار نمبر ۲، ۳، ۶، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۲۱ و ۲۲ کے مطابق ہیں۔

ماخوذ ہیں۔ باقی چار شعر بعد میں کہہ کر شامل کیے گئے ہیں۔

(۵) گل فشاں عکس ہوا کس کے رخِ رنگیں کا   ہے جو آئینے میں عالم سبدِ گل چیں کا

بارہ[۱۲] اشعار پر مشتمل یہ غزل دیوانِ قلمی میں موجود نہیں۔

(۶) مہندی سے ہے شعلہ قدم اس رشکِ پری کا   پاپوش نے سیکھا ہے چلن کبکِ دری کا

گیارہ[۱۱] اشعار کی یہ چھٹی غزل بھی قلمی دیوان میں نہیں ملتی۔

(۷) زلف سے کیجیو شانے کو نہ زنہار جدا   کاٹ کھاتا ہے جو ہوتا ہے سرِ مار جدا

یہ غزل بیس اشعار پر مشتمل ہے اور دیوانِ قلمی میں موجود نہیں۔

(۸) خلق کی تسخیر کو ہر نقشِ پا افسوں ہوا   سایہ دیکھا اس پری کا جس نے وہ مجنوں ہوا

اس غزل میں کل انیس[۱۹] اشعار ہیں جن میں سے چھ[۶] شعر (اشعار نمبر ۳، ۷، ۱۰، ۱۳، ۱۶ و ۱۷) دیوانِ قلمی کی غزل نمبر ۳۰ سے (بالترتیب اشعار نمبر ۲، ۴، ۵، ۸، ۱۰ و ۱۱) ماخوذ ہیں باقی تیرہ[۱۳] شعر بعد میں کہے گئے ہیں۔ دیوانِ قلمی کی غزل ۱۴ اشعار پر مشتمل ہے۔

(۹) اپنے ابرو آئینے میں دیکھ کر بسمل ہوا   کھینچ کر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا

یہ غزل اکیس[۲۱] اشعار پر مشتمل ہے۔ ان میں سے صرف چار شعر (اشعار نمبر ۷، ۱۳، ۱۶ و ۱۹) دیوانِ قلمی کی غزل نمبر ۲۵ سے (بالترتیب اشعار نمبر ۴، ۶، ۸ و ۹) لیے گئے ہیں۔ باقی سترہ[۱۷] اشعار بعد کا اضافہ ہیں۔ دیوانِ قلمی کی غزل میں کل دس اشعار ہیں۔

(۱۰) روئے جاناں کا تصور میں جو نظارا ہوا   دل میں تھا جو داغِ حسرت، عرش کا تارا ہوا

اکیس اشعار کی یہ غزل دیوانِ قلمی میں نہیں ملتی۔

(۱۱) سبزۂ خط گورے گالوں پر نمایاں ہو گیا   یاسمن زارِ صباحت سنبلستاں ہو گیا

اکیس اشعار کی اس غزل کے نو[۹] شعر (اشعار نمبر ۱، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹ و ۱۲) دیوانِ قلمی کی غزل نمبر ۷ سے اور پانچ[۵] شعر (اشعار نمبر ۱۱، ۱۸، ۱۹، ۲۰ و ۲۱) غزل نمبر ۸ سے ماخوذ ہیں۔ باقی سات شعر بعد میں کہہ کر شامل کیے گئے ہیں۔

(۱۲) کیا کہیں مرگِ احبا میں جو ہم کو غم ہوا   گر موا دشمن کوئی اُس کا بھی اک ماتم ہوا

یہ غزل سولہ[۱۶] اشعار پر مشتمل ہے ان میں سے صرف دو[۲] شعر (اشعار نمبر ۱ و ۱۱) دیوانِ قلمی کی غزل نمبر ۲۸ سے لیے گئے ہیں۔ مؤخر الذکر غزل میں کل تین اشعار ہیں۔ تیسرا شعر جو دیوانِ مطبوعہ میں جگہ نہیں پا سکا، درج ذیل ہے: ؎

یادِ گیسو ہو گئی ہے سانپ کے کاٹے کی لہر   دیکھنا سنبل کی لٹ کا میرے حق میں سم ہوا

دونوں دیوانوں کی ابتدائی بارہ بارہ غزلوں کے اس تقابلی جائزے کے نتیجے میں جو صورتِ حال سامنے آتی ہے،

وہ یہ ہے کہ دیوانِ قلمی کی بارہ[12] غزلوں میں سے دو مکمل غزلیں جن کے اشعار کی مجموعی تعداد چودہ[14] ہے، دیوانِ مطبوعہ میں نہیں ملتیں اور باقی دس غزلوں کے کل ایک سو پچاس[150] شعروں میں سے چھہتر[76] شعر بھی اس دیوان میں موجود نہیں۔ جب کہ دیوانِ مطبوعہ کی بارہ[12] غزلوں میں سے اٹھانوے[98] اشعار پر مشتمل چھ مکمل غزلیں اور باقی چھ غزلوں کے ایک سو پانچ[105] شعروں میں سے پچپن[55] اشعار دیوانِ قلمی میں نہیں پائے جاتے۔ اگر موخر الذکر دیوان میں زاید اشعار اور غزلوں کی دستیابی تحقیق و تدوین کے نقطۂ نظر سے اس انتہائی اہم حقیقت کی مظہر ہے کہ ترتیب جدید کے وقت اس کے نقشِ اوّل میں وسیع پیمانے پر تبدیلیاں کی گئی ہیں تو دیوانِ قلمی میں فاضل غزلوں اور شعروں کی موجودگی لسانی و فنی پہلوؤں سے کلامِ ناسخ کے مطالعے کے نئے امکانات کی طرف رہبری کرتی ہے۔ قلمی دیوان میں غیر مطبوعہ اشعار جس کثرت سے پائے جاتے ہیں اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ صرف ردیف الف میں ایسے اشعار کی تعداد تین سو پچھتر[375] ہے جو نہ مطبوعہ کلیات میں موجود ہیں اور نہ عام قلمی نسخوں میں ملتے ہیں۔ رباعیات کے بارے میں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ ان کی مجموعی تعداد سات ہے اور یہ سب کی سب غیر مطبوعہ ہیں۔ قطعاتِ تاریخ کی کیفیت بھی غزلوں سے کچھ مختلف نہیں۔ بہ طور مثال مرزا قتیل کی وفات پر ناسخ نے ہماری معلومات کے مطابق کل دس قطعے کہے ہیں۔ ان میں سے نو[9] اس قلمی دیوان میں موجود ہیں۔ دسواں قطعہ جو صرف لکھنؤ یونیورسٹی لائبریری کے نسخۂ جان پامر میں پایا جاتا ہے اور بہ گمانِ غالب دیوان کی ابتدائی ترتیب کے بعد کہا گیا ہے، درج ذیل ہے: ؎

آرام و قرار و صبر و تابم ہیہات قتیل بُرد لے وائے
تاریخ وفاتِ او نوشتم ہیہات قتیل مُرد اے وائے[1]

ان مثالوں سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ناسخ کا کلام اپنی لسانی و تاریخی اہمیت کی بنا پر تحقیقی نقطۂ نظر سے وسیع تر جائزے اور از سرِ نو ترتیب کا محتاج ہے۔ امید ہے کہ ان کے دیوانِ اوّل کے ایک نادر قلمی نسخے یہ عکسی اشاعت اس سلسلے میں ایک اہم پیش رفت ثابت ہوگی اور تحقیق و تنقیدِ متن کے مختلف مراحل میں اسے بہ آسانی ایک بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال کیا جا سکے گا۔

ڈاکٹر حنیف نقوی

صدر شعبۂ اردو
بنارس ہندو یونیورسٹی

بنارس

۱۱؍ جنوری ۱۹۹۳ء

---

[1] بہ حوالۂ "ناسخ۔ تجزیہ و تقدیر" ص ۱۵۲ اور "مقالاتِ حیدری" ص ۲۲۵۔ اوّل الذکر کتاب میں اس قطعے کے چوتھے مصرعے کے آغاز میں اور ثانی الذکر مجموعۂ مضامین میں تیسرے مصرعے کے آخر میں شاعر کا تخلص (ناسخ) بھی موجود ہے جو ظاہری فرق کے باوجود اصل نسخے کی نقل پر مبنی معلوم ہوتا ہے، لیکن وزنِ شعر کے اعتبار سے زائد از ضرورت ہے۔

دیوان ناسخ کا نسخہ بنارس۔

دیوان شیخ محمد ناسخ دام ظلہ

مفتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا

کسی خورشید رو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیاباں کا

چمکنا برق کا لازم پڑا ہے ابر باراں میں
تصور چاہیے رونے میں اسکے روئے خنداں کا

کفن کی جو سفیدی دیکھتا ہوں کنج مرقد میں
تو رہ رہ یاد آتا ہے شب مہتاب ہجراں کا

تصور میں حضور آنکھوں کی چہرہ ماہ کنعاں کا
میری زنداں میں عالم ہو گیا یوسف کی زنداں کا

میرا ویرانہ مثل آئینہ معمور حیرت ہے
بقصر ہر رخنہ دیوار ہے اک چشم حیراں کا

تباہی کا ہے اندیشہ جہاز اہل دنیا کو
نہیں ہے کشتی درویش کو کچھ خوف طوفاں کا

قدم رکھا ہے میں نے جب سے اقلیم قناعت میں
میری پاپوش کو رتبہ ملا ہے تاج سلطاں کا

بس از مردن جو ہوگا خاک پر گر بام گردوں کا
بجا ہے گرد باد مجکو بگولا ہے بیاباں کا

شب فرقت جلاتی ہیں یہ اسباب طرب مجکو
کہ کار برق کرتا ہے پرتو ماہ تاباں کا

ہم اپنی ہی گرانباری سے ہیں محبوس زنداں | نہیں کچھ نالۂ زنجیر کو خطرہ نگہباں کا

تو وہ خورشید ہے جسکو جدا دیکھی ایک نظر دیکھا | ہوا ہے دیدۂ یوسف میں عالم چاہ کنعاں کا

جنوں نے ہجر کی شب جب ہاتھ دوڑایا ہی اپنا | کیا ہے چاک تا جیب سحر اپنی گریباں کا

صریر خامہ کو وہ شیر کا نعرہ سمجھتے ہیں | یقیں اعدا کو ہی میری قلمدان پر نیستاں کا

ہی عالم ایجاد ہی برباد نظر میں | فلک آتا ہے جسکو ایک بگولا ہی بیاباں کا

خدا تو اپنی طلب دے کہ ہزاروں خلق کی سوی | میں بھی ہی ای صنم طالب ہوں ایک سیب زنخداں کا

تیرا کوچہ ہی فردوس پھر نہیں ہی لازم | ضروری ہی نہ ہونا ہماری چشم گریاں کا

نہیں جھکتی ہی سجدہ میں جبیں تیری گو کہ منبر | خم محراب پر ادنکو یقیں ہی تیغ براں کا

سر اپنا کاٹ ڈالوں آپ اگر شوق ہو تمہیں دیکھنے کا | ادٹھاروں بوجھ کیوں سر پر کسی قاتل کے احساں کا

بہانہ کچھ نہیں پھر خدا در کار رسد کو | بھلا کہتی کیا کنہ آدم نی شیطاں کا

نظر آیا ہی چشمہ حسن کی قندیل میں ماسح | کسی کو بھی نہ پانی نے اوس چاہ زنخداں کا

ولہ

نہ کی مضمون اگر لکھتا ہی اس حال پریشاں کا | کبھی بند ہتا نہ شیرازہ میری اجزائی دیواں کا

تصور مجکو ہی بیت الحزن میں کوئی جاناں کا | جہنم میں خیال آیا ہی گویا باغ رضواں کا

کسی سے دل نہ اس وحشت سرا میں میں لگایا | نہ الجھا [illegible] سے دامن کبھو میری بیاباں کا

جو سرخی آلی ہی عکس شفق میں یہ میری مونہ کی | عدو سے رنگ ہوتا ہی سنبل چرخ گرداں کا

یہ عشق ایسا بلا ہی جسکے نام کی دولت | درختوں کو سکھاتا ہی لپٹنا عشق پیچاں کا

دیا میری جنازے کو جو کاندھا اوس پریرو نے | گماں ہی تختہ تابوت پر تخت سلیماں کا

نکیروں نی جا مجھی تیری سامنے زردی میری مونہ کی | طلائی خاک کو کرتا ہی پرتو مہر تاباں کا

وہ ہوں میں شاعر معجز بیاں جو لوح سی — پڑھا ہوا ہر ایک صفحہ میرے دیواں کا

نظر آتا نہیں مرہم لگا دے کس جگہ کوئی — وہاں تا زکو یا تو نہیں میرے زخم پنہاں کا

وہ شوخ فتنہ خیز اپنی خاطر میں سمایا ہے — کہ ایک گوشہ ہے صحرای قیامت جس کی داماں کا

خیال گیسوی پیچاں نہیں وہ دیوانہ ذرا بھی — کیا ردی ہوا کر مینے تختہ سنبل کا

تصور نے رکھا زنداں میں بھی فارغ تجھی سی — سماں ہر خانۂ زنجیر میں ہی بزم جاناں کا

سیہ خانہ میرا روشن ہوا اوس چہرے کی تاب سے — کیا دیوار کی رخنوں نے پیدا عالم چراغاں کا

عدم سے لائی کیوں سوی وجود آزار دینی کو — تجھے تھا کیا کہ منی ہوا شایاں جو زنداں کا

شفق سمجھے ہی اوسکو ایک عالم وا ہی بیدردی — فلک کو گر نکولا جا بجا خاک شہیداں کا

شگفتہ شکل گل ہر فصل میں جو داغ ہوتے ہیں — بنا ہی کیا ہمارا کالبد خاک گلستاں کا

سفر ہمنے کیا یا دلبر جانانہ نمیں دنیا سے — چراغ اپنی لحد پر چاہیے لعل بدخشاں کا

جو ہوا ہے تعلق اوس سے بھی قطع تعلق کر — گلا دے اپنا سر گر دہیان آوے اوسکے داماں کا

وہی دل زندہ جاوید ہے جو پہنسے آہن — کہ دام زلف کا چشمہ ہی چشمہ آب حیواں کا

اثر بعد فنا میری سیہ بختی کا باقی ہے — ہوا ہر خاک میں انداز ہی دود ریحاں کا

ازل سے دشمنی جاوس دیار آپس میں رکھتی ہی — دل پر داغ کو کیونکر ہی عشق اوس زلف پیچاں کا

نہ شمشیر قاتل کے قدر لب تشنہ ہے سینہ — کہ عالم ہر دہان زخم پر ہی روح خنداں کا

ولہ

عالم کی آگے یار ہمیرا منفعل ہوا — مرکر غم فراق میں کیا میں خجل ہوا

دریا کا نام چشم ہوا میری جھڑی پر — دوزخ کا نام سینہ سوزاں میں دل ہوا

غنچہ ہوا تھا لوگ کی مانند شرم سے — جس پھول سے چمن میں وہ گل متصل ہوا

دیکھا جو غور سے تو سبھی ہی ایک ہی
نا فی تنک نام ہوا رنج بی تل ہوا

کیا چین سے ہم اوسکی تصور میں محو ہیں
کنج لحد میں شور قیامت مخل ہوا

ہو روشنی چراغ کی روغن سے جس طرح
مرہم سے اور داغ جنوں مشتعل ہوا

ثابت قدم ہیں اپنی وفا پر جو ہیں سو ہیں
ناسخ ہزار بار وہ پیماں گسل ہوا

ولہ

جب زمین شعر میں باغباں پیدا ہوا
گلشن رنگیں معانی میں خزاں پیدا ہوا

رتبہ عالی دیکھ کر میری زمیں کا بولی اتفاق
لو زمین شعر کا بھی آسماں پیدا ہوا

نکتہ سنجی کو کیا خالق نی جب پیدا ہمیں
حیف ساتھ اپنی نکوئی نکتہ داں پیدا ہوا

تا بہ ہستی بس تڑپتا ہی عدم سے آگیا
زخم تیغ عشق سے میں نیم جاں پیدا ہوا

کر چلی جا کر لحد میں جب مجھی اخوان سپرد
بیقراری کا اوسی دم کارواں پیدا ہوا

آزماتا ہی زمانہ مجھپر جب نہ تب تیغ جفا
کیا جہاں میں ہی بہر سختی ان پیدا ہوا

اس گلی میں کیوں نہ مر جاؤں کہ تیری ہی مجھی
ای سگ جاناں یہہ منت استخواں پیدا ہوا

کبر و مؤمن کی پرستش کو بنا دیر و حرم
میری سجدی کو وہ سنگ آستاں پیدا ہوا

جب نہ تھا تجھ پر یہہ عالم تھی یہی تو بھی حیا
باغ کی خلقت سے پہلی باغباں پیدا ہوا

صبحدم جیوں خانۂ دل میں ہوا روشن چراغ
عالم پیری میں عشق نوجواں پیدا ہوا

سیر ہی یا شربت مرگ ایک سے تلخی ہی ہائی
غم لگا کہنی کہ میں اون نہاں پیدا ہوا

ہو وہ دریا جس میں ہی ایک عرش اعظم حباب
مل گئی ایک لہر جس دم ایک جہاں پیدا ہوا

کیا جنوں کی یہہ بہاری عشق میں زرد سو نہ
گلشن دنیا میں کیوں رنگ خزاں پیدا ہوا

یہہ دہن ہی تنگ اوسکا جو تولد ہوتی ہی
سب لگی کہنی یہہ لو بیدہاں پیدا ہوا

اے وعدہ خلاف ایسی بھی بندش ہے کہیں تیری
دروازے کو ہر شب تو زنجیر نہیں کرتا

رونے سے مرے کیونکر دل نرم ہوا اوس بت کا
پتھر بھی کبھی پانی تاثیر نہیں کرتا

جانباز تو لاکھوں ہیں سر دینے کو حاضر ہیں
آلودہ وہ ہی خوں سے شمشیر نہیں کرتا

کب کاش کے سر پر افراک سے باندھے گا
کہتے ہیں وہ عاشق کی توقیر نہیں کرتا

کیوں فکر عمارت سے دنیا میں تجھے ناسخ
ویرانے میں گھر کوئی تعمیر نہیں کرتا

ولہ

سبزۂ خط گورے گالوں پر نمایاں ہو گیا
یاسمن زار صباحت سنبلستان ہو گیا

تنگی محفل کی دولت بڑھ کے بیٹھا مجھ سے یار
شب یہ اہل بزم کی کثرت سے احسان ہو گیا

مجھکو وہ روئے کتابی یاد رہتا ہے مدام
کی تلاوت اسقدر جو حفظ قرآں ہو گیا

نور کا پتلا بنا عشق تصور سے یہ دل
عکس سے اسکا آئینہ ماہ کنعاں ہو گیا

وصل کی شب جوشش حیرت سے [illegible]
آفتاب اپنا چراغ زیر داماں ہو گیا

گرچہ شگوفوں میں تھا وہ تنگ سینہ مجھ سے مگر
جب کھلی چشم تصور صاف عریاں ہو گیا

سونگھنے لگتا ہے بستی تیلیاں مینے بھی نشتر
دو ورق جب کو نسیم باغ رضواں ہو گیا

بو کی خم آتش نیم آ گیا مجھکو بھی
قد تیرا الحمد لم لحماں تر مژگاں ہو گیا

یہاں نہ تھی تاب نظارہ وہ تو آیا اچھے
کچھ قصور اوسکا نہیں میں آپ حیراں ہو گیا

خرد خود ہوتا ہے پیدا آتی ہے فصل بہار
یہاں جنوں سے گل کا گریباں ہو گیا

ہم وہ مجنوں ہیں کہ جو خورشید رو آیا نظر
صبح ساں اپنا وہیں پرزے گریباں ہو گیا

یہم قصور سے لب یاقوت رنگ یار کے
دل ہمارا ہند توں کان بدخشاں ہو گیا

کرکے بیجا دوستی وہ دشمنی کرنے لگا
طالب دل تھا کبھی اب طالب جاں ہو گیا

اسقدر مضمون تیری دست حنائی کی گئی
چاند چھپتا ہی جو دو دن ہوتی ہی حیران خلق
جو قلمدان میں قلم تہا شاخ مرجان ہو گیا
تیہا ہی جو کچھ بھی قدر اوسکی جو نظروں سی گیا

ولہ

دوست ہر ایک میری جیکو دشمن جان ہو گیا
یہان دم عیسی دم شمشیر بران ہو گیا

وہان نہانیکو وہ دریا مین جو عریان ہو گیا
یہان ہماری غسل میت ہی کا سامان ہو گیا

ہر سحر سنکر تیری محبوبونکی عشق ہنستی ہی خلق
چاک کیا صبح قیامت کا گریبان ہو گیا

ظلم جانکاہ نہ دیکھا اوسکی آئی ہی تجھ سوا
کیا ہی شادی مرگ ہو جینا یہ آسان ہو گیا

ضبط کرتی کرتی جب کی یعنی شور غم سی اف
دیکھنا یہ آسمان دو دو پریشان ہو گیا

ہو گیا وہ مصر ہی جس شہر مین تصویر یار
جس کنوین کو اونی جہانکا چاہ کنعان ہو گیا

صبح کی گمراہ کرتی کو شب فرقت مین آہ
ہر ستارہ دیدہ غول بیابان ہو گیا

سرکشی کرتی ہین مجہسی جوکہ ہین پامال خلق
شیر قالین تہی مجہی شیر نیستان ہو گیا

یار کی جاتی ہی بہر آئی میری آنکہوں مین اشک
جوشش تارونکی ہوا خورشید پنہان ہو گیا

عارض جانان خم گیسوی آتی ہین نظر
حلقہ زنجیر یہان باب گلستان ہو گیا

رشک جو آتا ہی ناسخ بخت بلبل پر مجہی
جب کہلا غنچہ میری ٹکری گریبان ہو گیا

ولہ

رنگ مین شوخ ہی ایسا بدن سرخ تیرا
جیسی سرسبز نہین پیرہن سرخ تیرا

سیر ہوتا نہین جب سرخ ہوا سیب ولی
کہاتی ہی سبز یہ سیب ذقن سرخ تیرا

ہو گیا قہر میری جان کو نظارہ گل
آگیا یاد چمن مین دہن سرخ تیرا

بوئی گل پیرہن گل مین یہ پنہان ہی بھلا
تن نازک ہی تہ پیرہن سرخ سرا

تماشے جہاں تم دیکھتے ہیں کنج عزلت میں
ہمارے بوریے کا نقش ہے ساغر جم کا

رسائی ہے مری اوج فلک تک ہو گئی سیڑھی
غرور عالی ہمتی کرتا ہے کب تحصیل سلم کا

جو آیا اوسکی دم میں جان سے مارا وہیں اسکو
دم عیسی سے کب برعکس اثر ہے یار کی دم کا

خوشی کا ایکدن دیکھا نہیں آکے زمیں میں
سدا رہا ہر ماہ پر مجکو یقیں ماہ محرم کا

ملال ضرب سمع کا ہے طول سخن تو جب
لب اب خاموش ہوا سنج کہاں تک شکوہ غم کا

ولہ

کون وہ دل ہے جو مجروح جاناں نہ ہوا
کون آئینہ ہے جو دیدۂ حیراں نہ ہوا

مر گئے ہم مجھے وحشت نے اوڑا پھرتا ہوں
مجھسے پامال کوئی خار بیاباں نہ ہوا

گو کہ روشن ہے خیال رخ جاناں سے مدام
غم نہیں مجکو جو ظاہر میں چراغاں نہ ہوا

دل مجروح شگفتہ نہیں ہوتا میرا
دہن زخم سوا میں کبھی خنداں نہ ہوا

ہے زمانے کو تیرے مصحف رخ کی یاد
کون ہے دہر میں جو حافظ قرآں نہ ہوا

جب ہوا چاند تیرے سبزہ رخ کو دیکھا
اس برس ماہ کوئی جز مہ شعباں نہ ہوا

آہ یہ روشنی دنیا ہے شب دیجور فراق
جسکے پہلے مقابل مہ تاباں نہ ہوا

شب تاریک جدائی نے اوڑائی ہے بہار
شب چراغ آج جو ہو دل پریشاں نہ ہوا

لالہ کی فکر کوئی تو کی مسلماں سے نسیم
ہے یہ افسوس کہ تو آپ مسلماں نہ ہوا

ولہ

بر وہ مومن کہ بھی ترقیہ میری سالکوس
نالہ پیدا ہو صدای چاک سے ناقوس کا

ہے یقیں سر کٹ کی میرا تیری قدموں پر گری
شوق ہے قاتل بہت مجکو تیری پابوس کا

شعلہ رخسار تیری عکس کا دیکھا جو رات
آئینہ پر ہوگیا مجکو یقیں فانوس کا

داغ کرتی ہین مری ناشنیدہ قاتل کو رنج	پنجۂ نازک ہین اوسکی خنجر کی آب تہا

وله

یہان آسرا ہی ساقی کوثر کی ذات کا	ہی ساغر شراب شگفتہ نجات کا
زخم دہان خلق کرہی اس سی التیام	مرہم سی ہی زیادہ اثر ہر نبات کا
مینا ہی سبز کردہی کیون نہ مثل خضر	یہان ہر خم شراب ہی چشمہ حباب کا
جیتی ہین سوز عشق سی مانند شمع ہم	رتبہ علا ہی خاک کو آب حیات کا
مضمون لکہی جو مین تیری چشم سیاہ کی	عالم ہی رشک دیدۂ آہو دوات کا
وقفہ نہین کہ غنچہ منقار کہل سکی	ہون غنچہ لب کس چمن بی ثبات کا
جب تک ہی وہ دو چار میری زندگی بہی	تار نگہ دیا رہی رشتہ ثبات کا
اگ فرہون سی ہم رہین محروم واعظ	گر میکدہ سی حکم نہ جاری ہی فرات کا
ہر آستان یار کی سجدہ سی ہی غرض	پابند کعبہ کا ہون نہ ہین سومنات کا
گرمی نہی تو صوم مستی صلوٰۃ ہی	واعظ یہان ہی شغل صوم و صلوٰۃ کا
ہی جو کلام شیخ وہی قول برہمن	مطلب ہی ایک فرق مگر ہی لغات کا
اہل فنا کو عالم وحدت سی کام ہی	کنج لحد مین کام نہین پانچ سات کا
خندہ ہی نیشکر میری شیرین کلامی سی	شرمندہ ہی دہان سی کوزہ نبات کا
مجرم ہون المغیاث تو قصر ونہ ہو عذاب	کرتا ہی دیکہو فکر تیرا زکوٰۃ کی
آتا ہی یاد اپنا لپٹنا شب وصال	اور اوسکی سانئہ تیرا چلانا وہ لات کا
انگشت کی نقش سی تیاری ہین تر مری	روز سیاہ ہجر مین عالم ہی رات کا
ہر دم لگا دیکہتی تیری چتون کی گہہ مین	دیوانہ ای صنم ہون مہ دہیج کا نہ گات کا

جلوہ شمع و جو دیکھا قد دلدار میں / عشق میں گر کر میں وہیں سایہ بنا شمشاد کا

بیشہ میں دشتہ لگا تھا خوب صندل کی طرح / کٹتی ہی اوسکی فنا تھا درد سر فرہاد کا

نالۂ ناقوس سمجھا ای بتو اسکو نہ تم / تھرتھرادی کعبہ کو صدمہ میری فریاد کا

فصل گل آئی نہیں یا ہتی کی تو یاد آ گیا / ای جنون دیوانہ ہوں میں یا نہیں دو یاں کا

بسکہ تھا ہر ایک حجہ کشتی لگا یا طعن میں رقیب / خلق کی نوحی میں بی عالم مبارکباد کا

گر خرام ایسی کرہ جون پامال ناز اسل دلطر / یک لخت دل آواز پا اعجاز ہی مادر زاد کا

سینہ کو بی جنی ایسی کیا مٹایا داغ کو / لیکن صیقل سی جوہر کر دیا فولاد کا

بانگ ناقوس برہمن جی تبو تکو ر اٹھا / کیوں ہوا نالۂ صنم میرا اٹھا فریاد کا

سایہ کی مانند ظاہر میں ہی گو یا خاک پر / عرش پر رتبہ ہی سایہ تیغ جلاد کا

ولہ

رحلت یاران میں کیا کھینچی جو ہجو غم ہوا / گر ہوا دشمن کوئی اوسکا بھی اک ماتم ہوا

ہیچ سیہ مو تہہ کیا گئی جب زلف جانا گم کرہ / پردہ کئی گر رات تو اوسکی عوض دن کم ہوا

یا و لیسو ہو گئی ہی سانپ کی کالی لکیر / رہ گیا سنبل کی لٹ کا میری جی میں سم ہوا

ولہ

سرو پر تیرا شہزادہ موزون ہو گیا / میری سیر کی اثر سی بید مجنون ہو گیا

آنکھ بھر کر دشت کو دیکھا تو مجنون ہو گیا / ٹھوکرین کھا کھا کی میری کوہ ہامون ہو گیا

جسطرف جاتا ہی تو وہ بھی قدم کی ساتھ ہی / فتنۂ محشر قد بالا کا مفتون ہو گیا

تھرتھراتا ہی جو رعب حسن سی جسم نزار / سامنی لیلی کی مجنون بید مجنون ہو گیا

ہی نفس مضمون قامت کی کبھی جاتی نہ فکر / خود بخود دل سی نکلتی ہی وہ موزون ہو گیا

غزل میں دیوانہ اوسی کا فرداکا ابھی ہی — کرسنا وہ زریب کہ مجنون افسون ہوگیا

بیکشوں جیسی بیاہی باعرہ خم غدیر — بین خم گردون نہیں سنگ حسد فلاطون ہوگیا

ہون وہ بسمل تا قیامت بس تڑپتا ہی رہا — دامن محشر تمام آلودہ خون ہوگیا

لبہ میرون بھی ہماری ساتھ ہی سرگشتگی — گنبد اپنی قصر کا گردش سی گردون ہوگیا

جا ہی معشوق تسی عاشق کو اب اکی — اوسنی پہنا طوق منت کہ میں مجنون ہوگیا

ناز والا ہمسکو کی قدردانی کی بھی — نقش زر خاک کدورت میں مدفون ہوگیا

عقل سی خالی کچھالی سی ہی جا کو گریز — خم وہ ہی ناسخ کہ ما وا ہی فلاطون ہوگیا

ولہ

یار اپنی آپ سی مرکز نہ میں مجنون ہوا — ساحت دل جوش وحشت سی کبھی ہامون ہوا

لکھو لکھا مثل شتہ رشک ضنم سی ورجہنہ — زیر دیوار حرم گو آج میں مدفون ہوا

رحم میری حال پر آدیکھو نہ ایا کبھی — ہر پریکو ورنہ افسانہ میرا افسون ہوا

حسن کی جا کوئی دنیا میں نہیں جز جمکدہ — کب ہی دانا ہی کہ ساکن خم میں فلاطون ہوا

طوق مالی کا تیرا اسکی گلی میں کس لئی — بادہ بہی شاید کہ تیری عشق میں مجنون ہوا

روشنی سی منحرف مایل ہوئی تیرگی — تیرہ کو یا کہ نجم طالع وارون ہوا

جب ترقی پر خیال آیا ہی اپنی فکر کا — دشت ہر خور ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ جیحون ہوا

میت ابرو میں اسیر ایسا ہوا چھوٹا نہ پہر — طایر دل ہی ہمارا طایر مضمون ہوا

کھینچی ہی یار کی تصویر بہان کلک خیال — قامت موزون ہمارا مصرع موزون ہوا

سا بہتر زر کی لیتی قیمت بہی ہو تو ہی قرون — ورنہ مایل سو طمعی اہل کس لئی قارون ہوا

میکشو زور ازل سی میں ہوہ صاحب ظرف ہون — جسکی ایک پیمانی بہی خالی خم گردون ہوا

[illegible]

ہو مجھ جنوں عجب تا ہو نرگس فتنہ کی نگاہ
دل مرا صحرا میں چشم شیر کا مفتون ہوا
میں تو آفت ہی سے بچ گیا ظاہر میں گر لغزش کی
دل کو ذرہ دخیال نرگس مکنون ہوا

ولہ

دل میں یا کس کی ہے خیال ایک مت بی پروا کا
آشیانہ میری ویرانی میں ہے عنقا کا
کیوں نہیں عالم بالا سے یہ مضمون بلند
ہے دم فکر خیال اوسکی قد بالا کا
کس کی گیسو کی تصور میں ہے طوفان سرشک
حلقہ زلف ہے گرداب میری دریا کا
ہو سکی استاد سے تعبیر جو رنگ
چہرہ یار میں عالم ہے گل رعنا کا
جو گیا دہان عدم چھا نہیں وہ نظر آیا
کوئی قائل ہے مگر عدم کا نا کا
کوئی جانان کو ہم اسکو نہیں کیتی ہیں
جستجو کرتی ہیں ذرا سے در یا کا

ولہ

گرسکی آپ کوئی کیا وصف اوسکی حسن پاک کا
جسکی کنہ ذات میں ہے درک عجز ادراک کا
کعبہ کی بہی توڑنی میں کچھ نہیں خطرہ مجھی
خانہ دل ہے کدورت کا اوس بت بیباک کا
اس قدر نازک ہے وہ بدبست مع جائی قوت
غنچہ اوس پر اگر ترجاہی سایہ تاک کا
بستر شام شب فرقت سے ہماری میں
گر سحر کسی ہی نالہ مجھ گریبان چاک کا
ہو یعنی اسیر تمنا میں میری کیا سر شہید
دل میرا آشفتہ ہے کربلا کی خاک کا
کر کیا رہتی سی اپنی سر کشی میں آتشی
خاک ہی رہی کیوں نہیں کرتا یہ مثلہ خاک کا
بہیج دی ہو بی کی بدلی نو جو خوشبو سا ریاحی
عطر وہ کہینچی تیزی اور تری ہو گی تو شتاک کا
خیر خیالت صحبت ممسک سی کچھ حاصل نہیں
سرنگوں انسان کو کرتا ہے اثر تاک کا
ہر شر رنجہ دل جلی کی خاک کا اختر بنا
ہر بگولی میں ہے عالم گردش افلاک کا

برگِ گل ہو یا سمن جسم نازک اوس کا بھی
ہو اگر گلبرگ تر کیا ہے تری دلاک کا

کیا جفائیں صرف سینے ہم سینہ افگاروں کو کام
کب عقیقِ کندہ کو باقی ہے غم حکاک کا

کیا عجب دیوان میرا اصل جا ہی باغ فانی بعد
سب بیاں ہے سوزِ آہ و دیدۂ نمناک کا

ذبح ہو کر بھی رہا میں توسنِ قاتل کے ساتھ
سینے کام اپنے زخم سے لیا فتراک کا

کام میرا تا ابد ہی نے کیا ناسخ تمام
دھیان میرے قتل پر آیا نہ اوس سفاک کا

ایضاً

بنی ہیں سینے میں بتکدہ کی کوس میں گویا
دل نالانِ عشاق اے صنم ناقوس ہی گویا

ہری فردوس میں بھی گذر ہوتا نہیں اوسکا
تن پر داغ سے عاشق بنا طاؤس ہے گویا

نحوست سے نہ دنیا میں کوئی خالی نظر آیا
ستارے سب ہیں افلاک کے منحوس میں گویا

شگفتِ غنچۂ تصویر جو ممکن نہیں صاحب
تمہاری عاشقی مشغولی ہے دل مایوس میں گویا

نخچیر لگی ہیں دل کا جو اگر میری سینے میں
شکر ہے تیری ناوک نہیں جاسوس میں گویا

لگی کیا کیا جگر داغ عشق ایسی رہی لیلی
چمن میں غنچۂ نسرین کی جگر جاوس میں گویا

نہیں آدل سے اخذت ان مضمون تک دلکا
ورق سب میری دیوان کے کف افسوس میں گویا

نہیں ہے ضعف کا یہ حکم جو باہر قدم رکھیں
ہم اپنی خانۂ ویران میں محبوس میں گویا

لحد سے جا نکلی ہے آواز درد کوس نالہ کی
ہو نالی غم میں اپنی استخوان فانوس میں گویا

نہ چھوٹا غم محبت کا تو ان سے بعد مرنے بھی
کفن میں استخوان شمع ہے فانوس میں گویا

لغات ایسی میں جیسی صاحبِ فرہنگ ہیں ناسخ
تیری دیوان ہے ناسخ نسخۂ قاموس ہی گویا

وله

خضر کو اوس نے پا بریدی کی آگے لنگ ٹھہرایا
کہ جسنے ہر نفس کو قاطعِ فرسنگ ٹھہرایا

بیابان عدم کو بھی چلا ہی ہمکو اب وحشت ۔ کہ اسکی کنج ہستی تیں زندان تنگ ٹھہرایا
نزاکت دل میں بھی لطف ازحد کہ گلزار زمین تونی ۔ کوئی سب عشق مجھی ای نزع خوش اشناک ٹھہرایا
کدورت اپنی چہرے کی نظر آتا ہی لوگونکو ۔ تماشا ہی کہ اوسکی آئینہ میں زنگ ٹھہرایا
وہ میٹھی لبونکی بھی جسکو کہ نہیں کہتا ۔ اوسی ہی سب لبنی ہمہ میں الگ رنگ ٹھہرایا
دکھا دی باغ نیرنگ ابلیس اپنا کو بہشت ۔ ہمیں کر دور کیوں تو نہیں خیال انسب ٹھہرایا

نکلی خط جو میرا ہو نہ کا وہان اول اگر ۔ یار کا چاہ زنخدان بہی چہ بابل ہوا
جیب چھلا بالکل وفور خط سی چہرہ یار کا ۔ رفتہ رفتہ ذرہ اس خورشید کا حائل ہوا
رحمت حق نے دیکھا کوئی بھی میرا عمل ۔ نامۂ اعمال میر تیق خط سے باطل ہوا
دیپ ان اوسکی بند کر دیکھا بھی آتا ہی مجھی ۔ کیوں نہ تیر اوز خنہ در سینہ چاک دل ہوا
ملتی اس دریا سی پر کب نجات ۔ گور کا چاک گریبان دامن ساحل ہوا
مجھ کیا میرا چراغ داغ وصل یار میں ۔ نور مہ نزدیک خورشید سی زائل ہوا
ہی مجھی ہر حال میں جو کوشش اٹھائی یار ۔ خون سی میری نہ رنگین دامن قاتل ہوا
اوس قاتل ادا سی لی تو دیغ اسی کام ۔ نکلی جب تکبیر اوسکی موہنہ سی بسمل ہوا
عاشق کی ننگ سی ہوتا ہی معشوق کو رنج ۔ سر ہمن مجنون کا نہیں کر پردہ محمل ہوا
یار کی آنکی کا تھا نا تسنیح جو مجکو انتظار ۔ نزع میں تن سی نکلتا جان کا مشکل ہوا

دل مشتاق میں کر جلوہ جانان ہوتا ۔ رند اس کنج شہیدان میں چراغان ہوتا
زلف سی اوسکی جو تشبیہ نہ دیتی شاعر ۔ اسقدر حال نہ سنبل کا پریشان ہوتا

دیکھہ کر لیتے ہیں کہ تجکو نعرہ زن ہوویں رقیب — ہیں شیر گنتو تیر بھونکتا ہی جلوہ ماہ کا
یارہ یاسینہ پھٹا ہے ہر سخن تو تعجب کی — ہی کتا ان لوچاک کرتا کہ م لوتر باہ دیکا

دیگر

ہاتھ ہی مجھے یار نے سونے نہ دیا — رات بھر مجکو دل زار نے سونے نہ دیا
خواب ہی میں نظر آتا وہ شب ہجر میں — سو مجھے حسرت دیدار نے سونے نہ دیا
خفتگی بخت کی کیا کہی کہ خواب عدم — عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
مرگ آ کے سونے نہیں دیتا رنج بہہ کرتا شب کو — کر جہان کو تیری بیمار نے سونے نہ دیا
باد وسس زلف کی گرد رہ کہ مجھے دیوانہ بنایا ہی مجھے — ہجر کی مجکو شب تار نے سونے نہ دیا
یہی حب وکاہ کرتا ہی میرا ہر صبح — نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا
سمجھے نہیں لعد فا یقین کہ رحمت تا صبح — حسرت تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

دیگر

دم ہی میرا لی تیری تیغ صفاہانی کا — قتل خلق ہی عالم تیری عریانی کا
باد خوبی نہ ہوئی موج زن اب عالم میں — گھر ہر ایک مور کو دعوی ہی سلیمانی کا
کوہ سے جل گیا کو میں سمجھتا ہوں گران — کوچہ او تنہا مجھے کہاں آفت سلطانی کا
عمر بھر خواب پریشان نظر آوین شب کو — حرکہ اف نہ سنی میری پریشانی کا
پھر بھی لب گوشہ تبسم کو حرز و شن کی — آتش شک کو نجہہ خوف نہیں پانی کا
کھینچا تیار دست فنت جامکی شب — حال آخر کو کیا دار لی کیا مانی کا
میری ہوا نہیں ہون تارکتہ لوئی قدم — دیدۂ شبر کو عہد ذہی نگہبانی کا
اے صنم منکر توحید خدا ہیں وہ لوگ — ہی نہ جان جنکو زمانی میں خبر یکتائی کا

ہون چراغ اوس بزم کا ہائے کہ جسمین یا لگنے
پتنگیونکی عالم ہستی تمام قحط کر گیا

دیگر

تیری گلی سی اپنا کبھی نا میسر نہ پھرا
کہ جیسی جا کی عدم کو کوئی لشکر نہ پھرا

وطن مین یون تیری ہی تونسی جگکی چھوڑ دیا
نکل گیا ننگ سی جس طرح ہر شرر نہ پھرا

غبار خاطر یاران ہو جب مجکو
میری غبار کو نا حق تو دربدر نہ پھرا

مجھی تو بیٹھہ گئی ہر دنی دی آہ دل زار
لیس اضطراب مین مانند ابر تر نہ پھرا

اگرچہ گردش ایسی صبح شام ہی ناسخ
مگر یہ چرخ کبھی میری کام پر نہ پھرا

ولہ

کوئی غمخوار نہین دیوانونکی اسباب کا
خانہ زنجیر کو کچھہ غم نہین سیلاب کا

پاک طینت جو کہ ہین اونسی تعلق دور ہی
خار سی کیا الجھی گوشہ چادر مہتاب کا

ہون وہ دل گریان بعد مردن گر یلی ہر اک غبار
گرد باد ذنبیر تعین عالم ہو دولاب کا

ہرزہ گردی ترک کر کر جا تہامی گرد
بن گیا گوہر سکونت ہی جیسی قطرہ آب کا

بن گیا ہر روزن دیوار چشم انتظار
اب ہی شوق اپنی کہر آمد سیلاب کا

صاف دل پر تیرہ بزرگونکی اوڑھا تیغ جفا
آسمانی ہو گیا ہی رنگ جیسی آب کا

دیدہ قاتل پر تک کی کو ہوئی اینہ مجھی
ہون بہت ممنون جان ضنجر کی آب کا

عارفونکو ہر در و دیوار ادب آموز ہی
مانع گردن کشی ہی انحنا محراب کا

ہی یہی خورشید کا زینہ حضور روی یار
اب نہی خورشید کی اتنہ ہی جو مہتاب کا

بیانی بیتی مین جو اوس شیرین دہن سی ناسخ
قند کا کوزہ دہن مین جا بجا کوزہ آب کا

نا امیدی ہی مجھی بہتر ہی اس امید کی
پا کیون پیغام وصل اوس غیرت مہتاب کا

دیدۂ بینندہ بھی تیری ارادی آد ای انتظار / ار ما تھا ایک مدت سی نہ زرہ خواب کا

دل شکستہ سیر صحرا میں شگفتہ یوں کیا کری / ہی جگر پر داغ ناسخ فرقت احباب کا

وله

جب خرام ناز کو تو ای پری پیکر اوٹھا / ہر قدم پر گرد کی جا فتنۂ محشر اوٹھا

تھی شبیہ وقت سی غرض سو اس ادا میں ہو گئی / گو نہ قتل سی نزاکت کی سبب خنجر اوٹھا

ہو صفا سی دل کی آگی خاک آئینہ کی قدر / تیری محفل سی مکدر ہو کی اسکندر اوٹھا

دشمن سر ہی تیری گردنکشی مانند شمع / از فرط شوق سی رکھیں پر نہ اپنا سر اوٹھا

مجھسی سودا ہی اب نیزم جنون زنجیر کی / لو در کوہ عشق کہتا ہی تو مگدر اوٹھا

چاہیی تعمیر دل جو سنہ اوٹھا لیجا / یوں خرابی کی لیی دیوار اوٹھا یا در اوٹھا

ہوں وہ بیخود کہ اوڑا ہی خاک وحشت نی میری / تو بھی سب تجھہ غبار توسن دلبر اوٹھا

کوئی ضرتا بوت بھی کروٹ بدلتا ناہیں / اوسکی کوچی میں گرا جو ناتوان پر کر اوٹھا

سایۂ طوبی میں چل کر کر دن آرام میں / ای اجل آنکھی کا ندہی پر میرا بستر اوٹھا

روکتا ہی نزع میں دم کو کسی کا انتظار / سخت جانی کی نہ بہتان اجل ہمیرا اوٹھا

خاک میں ملتی ہی غیرت روندتی ہیں ہمکو غیر / اس گلی سی تیس ماری خاک ای صرصر اوٹھا

کیا سخن سنجی سی حاصل جب سخندان ہی نہیں / فکر کی زانو سی ای تیر اپنا سر اوٹھا

وله

پھر پری رویوں کی الفت میں دیوانہ ہوا / پھر بھر دل مشق تصور سی پری خانہ ہوا

رات سب بلبل کی رہی شکر بہار اسال دل / دشمن خواب عزیزاں اپنا افسانہ ہوا

آب آتش رنگ کی گرمی سی ہونٹھوں پر نہ رکھ / جو جگر اپنا تھا سو انگور کا دانہ ہوا

ایسی وحشت اونکی صورت سی پڑی اوسکا جو عکس / آئینی میں حشر تک ہو وی کہاں تصویر کا

عالم سودا میں ہی ناصح یہہ میرا مرتبہ / کان میں مجنون کی حلقہ ہی میری زنجیر کا

وله

میں اگر زینت فتراک کی قابل ہوتا / حلق میرا ہی تہ خنجر قاتل ہوتا

گر سر زلف لی کسیہ نہ ہوتا مجکو / کیا کبہی تہا جو میں پابند سلاسل ہوتا

قیس نالوں کو نہ رخصت لیلی میں ہوتی / نالہ جرس اور گریہ پس محمل ہوتا

شاخ آہو میں ہوں آنکہیں ہیں چشم آہو / مشک نافہ تہا کوئی ناف میں گر تل ہوتا

بس میں ہوتا میں پر ایسی نہ لبوں ای قاتل / آہ میرا میری قابو میں اگر دل ہوتا

وله

ماجرا بحر میں ہی چشم دریا بار کا / کیا عجب ڈوبی سفینہ گر میری اشعار کا

کر دیا موقوف خط نی جور زلف یار کا / خط نہ سمجہو یہہ کہا ہی کوئی افسون مار کا

مست رکہتا ہی جہانکو جام چشم یار کا / مسجدوں میں بہی کہاں ہی خانہ خمار کا

عاملوں نی اوسیہ آسیب پری ثابت کیا / پر کیا جس شخص پر سایہ پری دیوار کا

اتنی راحت طالع وارونکی قسمت میں نہیں / لگ گیا ہی خواب میری دیدۂ بیدار کا

کیوں دل آتش نفس میرا اوسی در کا ہی / شوق اوسی شاید ہوا ہی گرمئی بازار کا

گر میری نالہ سی ہو وی نہ ہاں کا رنجم / کہل سکی گلشن میں لب غنچہ تصویر منقار کا

ہی میری معجز نمائیکا عدو منکر تو کیا / کس جگہ بو جہل کو تہا یہہ حوصلہ انکار کا

بسکہ یہان افتادگی ہی دستگیر کار فرج / خاک پر گرتا نہیں سایہ میری دیوار کا

جو تیری بستی سی گذرا آہ میری مجنون ہوا / داغ سودا ہی فقط سودا تری بازار کا

سبزۂ خط آگیا لیکن ہوئی سبی رخسار تک
داغ دل ہر گز نہ مٹتی مرہم زنگار کا

مانند چین جبیں ہی تنگی دلکھکر دیوان
نقش افسون گر ہر ایک اپنا ہی اس گلزار کا

کیا پرے کہیں صیاد گلچین تیری کا شتین قدم
تیر ناوک ہی ہر ایک نالہ میری منقار کا

جھولتی ہی سر پہ میں تلوار کس قاتل کی آج
ہی تصور دل میں کسکی ابروی خمدار کا

دور سے دیکھ دکھا ہی روشنی جا ہی سواد
یا درکھہ قاصد نشان ہی یہہ دیار یار کا

خوف لگتا مجکو ہوا آسیب بلا ہی ہجر سے
ڈھوندھ ہر تعویذ کی بدلی ہی نامہ یار کا

کیون نہ لکھون آسمان کو رات دن میں بتوان
آملی لی نکل اسمین مجھ بن عالم خار کا

رات بھر ہر ایک اختر سے لڑائی ہی میری آنکھ
سکہ رہتا دل میں خیال اوس رخنۂ دیوار کا

عمر بھر ہوتا نہ اوسکو کام آئینی سے پھر
دیکھتا یوسف جو آئینہ تیری رخسار کا

رشک سے جلنے لگا عالم جو اوسکو دیکھ کر
بن ترا قمی کو ہوا حیران تیری دیدار کا

پوچھون کر حال دل تو کہتا ہی مجھے
غیر سے کیونکر کرون شکوہ جفا ہی یار کا

مانع صحرا نوردی پاؤنکی ایذا نہین
دل دکھا دیتا ہی میرا ٹوٹ جانا خار کا

بن گیا ہی دیکھ آزار سے تار نگاہ
دیکھتا فکر نہین ناسخ کی جسم زار کا

وله

دربان نے نہین کوچۂ جاناں سے نکالا
اے نالۂ دل تو نے مجھے واں سے نکالا

بابا جو حسد گبر و مسلمان میں تو مجھے
مذہب ہی جدا گبر و مسلمان سے نکالا

رو رو کے مجھے پاؤ دلا میں تیری آنکھون
یعنی مجکو غزالون نے بیابان سے نکالا

پھیلا ہی جنون پھر پاؤن میرے وحشت نے
پھر خاک نے پھر خاک بیابان سے نکالا

مجھ پر نہ کبھی رحم کیا ورنہ ہمیشہ
زنجیر نے آواز کو زندان سے نکالا

جب ہوئی یہ آئی تو وہ دن نوح سا ہمیں … طوفان تو ہو رہا دل سوزاں سے لگا لا
معلوم ہی ہو گا نہ مری زخموں کو ناسخ … تھوڑا ہی نمک اوسنی نمکداں سے لگا لا

ولہ

طرف یثرب میں جان باختہ مائل ہوا … لطف عمر یار لیئی یار وہ کی قائل ہوا
لی چلی موت مجھی سو ہی جنیاں بہشت … ایکدم پاس جو وہ حور شمائل ہوا
ہاتھہ کل کھایا ہی تیری تہ ہوں محروم اوس … ہار گردن میں کبھی جسکی حمائل ہوا
لی ہی نقش زر مسکوک سی تحریر بری … عمر بھر میں کبھی مشت گرہ عامل ہوا
ڈالی ہی عالم بالا سی صدا یا تک سود … امتحان کو ہی یہیں لیکن کبھی شامل ہوا
باز ہی احسان فلک سی تو ملی آزادی … یہہ ہی حاصل ہی جو یہاں کچھہ بھی حاصل
پاس ساحل کی ہوا غرق ولی غیرت سی … ہاتھہ میرا طرف دامن ساحل نہوا
کان کو کھولی نسیم سحری لی ناسخ … تو ہی گل سامع فریاد عنادل نہوا

ولہ

ضعف ہی راہ طلب میں جب سی دامنگیر … آگی ہی رکھا ہی پا مجکو نظر رفتہ یا
چھینی وہ سر مجھی بھرنی دو مجکو دشت … میری ہاتھوں لگی رو فکر نہ تدبیر یا
لی چلی میں کوئی جانان سی یہہ وحشت میں مجھ … دل ہی پرخار ہو تو قوف ہی تعزیر یا
تیری کوچی میں قدم رکھنی کا ہی مجھ پر گناہ … سر میرا کیوں کاٹتا ہی چاہی تعزیر یا
کوئی جانان سی نکلنی کا لیا ہیں فی تو قصد … ہو گیا اوٹھنی سی پہلی دیکھنا تیز و تیر یا
تیاریاں کر گر نہیں اسمیں بہت اچھا ہوا … کس لیئی صحرا میں نکلا ہی یہی تقدیر یا
سبز سی سرخ ایکدم میں ہو گیا رنگ حنا … اسقدر رکھتا ہی ناسخ وہ بری تاثیر یا

بزن

شاکی اوسکا ہوں تو کہتا ہی کہ ہی کسکا ذکر | یا وہی اوسکو یہ انداز فراموشی کا
برملا راز نہاں ہوتی ہر آب ہی تاسیخ | جام قصد صراحی کو ہی سرگوشی کا

ولہ

ترک مطلب کا کری وصف جو انسان پیدا | ظلمت گور میں ہو چشمۂ حیوان پیدا
خار غم میں کی جو پنہاں ہی رکہی ساتہ خم | میری تربت پہ ہوئی نخل مغیلان پیدا
ہم ضعیفوں کو کہان آمد و شد کی طاقت | آبلہ کی مدد ہو اگر صف خاران پیدا
سر بسر کر دو قناعت جو لگی آنکہوں سبکی | روزن گور سبھی ہو ملک سلیمان پیدا
ذوق پر پر د کو جو میں ارسال کرون باشوق | بیضہ مور سبھی ہو مرغ سلیمان پیدا
تو نہیں بیمار کیا غیر کی دل کا دیگر کا | کی میری درد کی خاصیت در زمان پیدا
تو ہی خورشید بہ انجمن حسنان جہان | تیری پرتو سی ہوا تہا مہ کنعان پیدا
ای شب ہجر نہ او تہوا اپنی دست فریاد | صبح محشر ہو تو ہا چاک گریبان پیدا
آشیان باندہی جو آکر چمن باسخ میں | بیضہ زاغ سبھی ہو مرغ خوش الحان پیدا

ولہ

ساتہ ملنی کا بہی اب مجکو گلہ جاتا رہا | کیا نسیم ہوئی گل کا قافلہ جاتا رہا
سنبل جنت ہو بہی لیلی کی زلف عنبرین | قیس کی دیوانگی کا سلسلہ جاتا رہا

قطعہ

قابل نظارہ جانا ری عاشق ہی تو | عشق کا مجکو کرون کیا حوصلہ جاتا رہا
چند روز آگی نظر آیا نہ مجکو ای پری | وہ ہمون عشق کا اب ولولہ جاتا رہا

ولہ

تو ترا کت سی گلستاں تک تو رخصت نا ملتا | رنگ رو سی گلی اور نی کی اجازت نا ملتا

الگ نہ ہت از رو کی آبرو میری رہتی | برق ہی کرتی خو مین باران رحمت نا ملتا

جو نہ ہی او نکلی ہی قند ق سی دو شمع | تو اگر ہوتا ید مصا سی بعث نا ملتا

بھہ نہ بھہنی مین فرا مجکو ملا ہی بعد وجح | موت سی ملتی تو اک دم کی مہلت نا ملتا

فہم اگر ہا اسیری اور آزاد نہیں فرق | ہر گونہی عہدان ستی ہی فراغت نا ملتا

غیر حسرت لکنا یہا بھی کوہی لیہا ہی سا | اسمان ستی کس تو قع پہ مین دولت نا ملتا

مین دم وحشت جو ابھی بیسا یہ دور لیا ہنر | جرح نسا آوارہ دم لینی کی فرصت نا ملتا

ہو و عریان شوق لکہی تا اگر ہوتا مجھی | عرف بہی او سا دیتی میرا یہ خلعت نا ملتا

یاس ہوتا میری رکھنا صنم منتظر یا ان | دیر مین برمغان سی جا کی سعت نا ملتا

گر نہوتا سر حر وا شک غم سیکنی | حشر مین کس منہ سی یا شیخ مین شفاعت نا ملتا

ولہ

سنجی کی حسن نے مجھی کو جہاں پاک کیا | ہزار طور کو اوسی جلا کی خاک کیا

ہوئی جو صبح شب وصل جان دے دینے | قضا نے جیتے خورشید مین ہلاک کیا

گلہ نہ کار کا باقی زمانہ شکوہ عجز | اجل نے خوب میری مجھلی کو پاک کیا

عوض شراب کی انگور سی خون ہی کا لہو | جو بعد مرگ مجھی دفن زیر تاک کیا

نہ خط جادہ سمجھ مین ان دنکو وحشت میں | رہی نہ جیب تو دامان دشت چاک کیا

بری جلانی کو ای سنگدل صنم مجھی | ایک اور صاعقہ طور سی ناک کیا

جو سر کلال کو سر گشتگی کی ہی تا شیخ | جو میری خاک سی تا زا اوسی نے جاک کیا

خواہش کیا ہو ان حمایل گردن جاناں میں تا
ہو رہا ہی بخت خفتہ کی گلی کا ہار خواب

خوب اس دار فانی میں ہی غفلت کی دلیل
محمل اہل عدم میں ہی کیونکر بار خواب

خواب میں بھی یار کو آتی نہیں یہاں انکار تھی
موت کی اب فکر ناسخ نہیں درکار خواب

ولہ

ای شب غم اب نہیں اوسکی سوا تدبیر خواب
چھٹ گئی قید زیست ہی کرنی میں تسخیر خواب

وصلکی شب سو گیا تھا میں غم کی عمر بھر
الغرض پھر لگتی ہی بہری کی تقدیر خواب

کر یوں نہیں غفلت رہی تو کیا عجب گر بعد مرگ
ہو تیں خاکی ہمارا سہ نہ تسخیر خواب

عالم اسباب میں اسباب غفلت ہی عزیز
خلق کی نظروں میں جا ہی دیکھتا توقیر خواب

بعد مدت خواب میں آیا جو وہ میں چونک اوٹھا
یہ گنہ بخت خوابیدہ اور تقصیر خواب

کر مسیحا کو نہیں میری عیادت کا خیال
ٹر گئی ہی کیا اجل کی یا دنہیں زنجیر خواب

میں تو خواب وصلکو اوس سی کیا ہی جب بیان
اوسنی اولٹی ہی سنائی مجھی تعبیر خواب

گر تجھکو ہی اے غافل کب ہو نرالی ہی کم
سننی کی قابل نہیں ہوتی کوئی تقریر خواب

رو میں بیداری کبھی اوسکی نظر آیا نہیں
مردمک کی جا ہی چشم بخت میں تصویر خواب

طاقت ضعف شب فرقت کی صد ہو سکی نہیں
منہ پر مژگان تر کیونکر ہو دامنگیر خواب

یار سو جاتا ہی تو جاگیں طالع خفتہ مری
وصلکی شب قتل کرتی ہی مجھی تاخیر خواب

نوج کوئی میں کھلی کر مونہ ہی غفلت کی تیں
لی گئی خمیازی اکر لاتی ہی تاثیر خواب

اوسکی مژگان خواب میں دیکھی سنحر بسمل ہوا
ہو گیا منعم اجل کا مجکو ناسخ تیر خواب

ولہ

ہی میری بستی کو عشق ساقی کو سر شراب
رات دن بیٹھا ہوں میں لی شیشہ و ساغر شراب

ہی تنور کسکی چشم نمت کا جواند نون
جاری اشک آنکھون سے جاری ہوتی ہی اگر شراب

خون نظر آتا ہی صاف اوسکی تن نازک سی نون
جسطرح مینا ہی بلورین مین ہو اکثر شراب

ہی دل مجروح کی اوس چشم مسکون پر شفا
کام مرہم کا کری کیونکر نہ زخمون پر شراب

گرچہ مون میکش برائی زاہد مگر غیبت بری
گوشت کھانی ہی برادر کا تو ہی بدتر شراب

دیکھیہ لو جلتی ہی بن تیجی ہی می الودہ سی
جلتی دیکھی ہمکو دوزخ مین بھلا کیونکر شراب

کاہی ہین اہل عصیان دمنت لغزری سی
ریختہ وار انسا تکو لرزتی ہی اکثر شراب

کرتی خورشید محشر سی مہو تجھی ما کزند
اس لئی کرلی ہی واعظ سرا تر دامن شراب

لذت عشرت ہوئی کب لی بلخکامی کب حصول
ذائقی مین دیکھیہ لو رکھتی ہی تلخی پر شراب

سکتی ہی زاہد و تکو اس لئی انکار ہی
ماندان بد طینتو نکی کبھول دی ہا خو پر شراب

ہین جو عالی ہمت اونکو سکتی می عشق ہی
آدمی کی عرش پر واز تکو ہی شہپر شراب

ہون تجنس ہر چند لیکن پاک کر دیگا دہی
جسکی تر دیکھی ہی باتخ ہوتی ہی اطہر شراب

ولہ

ہو کسطرح نہ دیکھی قاتل کو اضطراب
ہی بیطرح میری دل بسمل کو اضطراب

دیرات اوسکی کعبہ ابرو کی درمیان ہین
ہی تیغ قبلہ نما دل کو اضطراب

سینی مین یہان ہی ماہی کی آب کی طرح
شتاق آب خنجر قاتل کو اضطراب

ای بحر حسن او بہتی ہی بری نظر ترا
گرداب وار حلقہ محفل کو اضطراب

نالان تلاش قیس مین پھرتی ہی دشت دشت
نل جرس ہی صاحب محمل کو اضطراب

کیون سینہ کوبی مین دل نالان ہی مضطرب
ہو وف مین جسطرح سی جلاجل کو اضطراب

دریا مین کون غنچہ لطف لگا کر یہان ہوا
ہی مثل موج مردم ساحل کو اضطراب

اوس رشک آفتاب سی ہو جائی گر دو چار
ہو آفتاب سان مہ کامل کو اضطراب

تسکین کو لیی تھی صبا رگ گل کئی
دونا ہوا قفس میں عنادل کو اضطراب

زندان میں نہیں شر یہ جو مجھی کیا جان کر تو
ہی شش ر ق میں سلاسل کو اضطراب

دیکھا یا لب ہی قتل مجھی کر کی مسکرانا
بسمل کی طرح ہی مری قاتل کو اضطراب

ساکن ہی دل حباب میں آغوش بحر لہر
گرداب کو شکیب ہی ساحل کو اضطراب

آمد ہی کیا مری طوفان اشک کی
گرداب سان ہی خوف سی ساحل کو اضطراب

عشق میں ہی قیس لیلی ہی مناسب زل
ناسخ جرس کی طرح ہی محمل کو اضطراب

ولہ

ہی یار اسد سی مری دل کا اضطراب
آرام جبکہ آگی ہی بسمل کا اضطراب

بیتاب نشت خاک ہی مانند گرد باد
بعد از وفات ہی نگیا دل کا اضطراب

فرصت ملی نہ ایک نگہ کی بھی وقت قتل
حسرت سی دیکھا مجھی قاتل کا اضطراب

مقتل کو جا شتابی وہ سفاک بزم عیش
ہی رقص اوسکی سامنی بسمل کا اضطراب

چھلکیں جو پلکیں رونی میں طوفان تھمک بہا
دریا کو لایا جوش میں ساحل کا اضطراب

ہوتا کمال زیر زمین قیس بیقرار
مانند نالہ ہیں لی اسانی محمل کا اضطراب

یاد آگیا مجھی دل بیتاب اسیر زلف
دیکھا جو زیر دام عنادل کا اضطراب

جو بندی اوسکی کعبہ ابرو کی کر طپش
دکھلاؤں مثل قبلہ نما دل کا اضطراب

روتا ہوں مثل ابر جو زندان میں بیقرار
ہی اضطراب برق سلاسل کا اضطراب

دیکھا مرا لہو تو ترپتا ہی اوسکا دل
ورثہ ہی گواہ خون بہو قاتل کا اضطراب

مارے یہ تیغ ضبط نہ نزاکت کو ہی میں
ناسخ بجا ہی اوسکی ناخن کا اضطراب

ولہ

کہہ رہا ہی ایک جا بن میری دیوانگی کا جواب
تو مسیلم نی کہا جس طرح قرآن کا جواب

کیا کلیم اللہ سی نسبت ہی اوس ناپاک کو
چاہتی فرعون کو دی ایسی ایمان کا جواب

لی چلا ہی دیکھنا ای ہمسفران چمن
دیوی زاغ مرتبہ مرغ گلستان کا جواب

عقل ہی منصور ہی حاسد جو کچھ ہوتی ہی عقل
کیوں بنا شداد کریا باغ رضوان کا جواب

کیوں ہی ای حاسد تجھی میری جواب کا خیال
کب کوئی عفریت دیا ہا سلیمان کا جواب

اس چمن ہی ... واب آ ... بستان
صعوہ ... رغان خوش الحان کا جواب

ہی مگر روباہ اپنی زندگانی سی خفا
دیتی ہی جو نعرہ شیر نیستان کا جواب

حق ہی حق باطل ہی باطل ہیں ارباب تمیز
کافر ابھی زعم میں دی کو مسلمان کا جواب

دفتروں میں شکوہ اعدا نہ ہو دیگا تمام
ناسخ اب تحریر کر مکتوب جانان کا جواب

ولہ

ہمنی کیا پایا ہی ساقی بخت منحوس حباب
جام خالی ہی جو شکل جام معکوس حباب

ناتوانی سی نہ باہر نکلنا ہو محال
گر کریں بالفرض مجھ مجنوں کو محبوس حباب

زور ہا بخت کا فرقوس کہتی ہیں جو دریا ہی
چاہتی زنار موج آب ونا قوس حباب

عشق عادت گر ہو کیا میری بربادی کا غم
لطمہ دریا کو کب ہوتا ہی افسوس حباب

کب لبز اہل فنا کو ہی بلا کچی دہر سی
ہی ازل ہی مسکن سیلاب ویا نوس حباب

نہ ہی ... بحر حسب ہر ورق دیوان کا
راندہ ہی مضمون مار موج وطاؤس حباب

بحر غم میں کوئی ساعت کا ہیں اب مہمان ہوں
ہی برابر میری جان اور جان مانوس حباب

دل بسمل اشک ای نزف ... دریا کی موج بھی
ہیں کوں موجوں کی جھنڈی واژگوں فانوس حباب

سوجھی مضمون بیاض رخ جاناں جو مجھی
سو کیا رنگ بدل دم ارقام سفید

سرخ ہوں آئی نظر شوخ ہی یہ رنگ بدن
پہنی پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید

کو پہنا ہیں جز جامہ رنگین تو آج
لگن ایک روز ملی کا تجھی خود کام سفید

غرہ حسن دور وزہ پہ اے سیم اندام
رنگ سب رنگوں میں ہوتا ہی بہت جام سفید

اسی خسارہ چھوڑی نہ کبھی تو جو نعان
ہو دی ای صبح امید ابلق ایام سفید

حرف مطلب جو لکھوں صاف وہ سیاہی ہو
بونچا ہی مجھی کاغذ وہ دل آرام سفید

تری محبوب کی قاصد نی کہا کیا ناسخ
ہو گیا منہ یہ جو سنا سنتی ہی پیغام سفید

ردیف الذال

اوسی بالوں میں جو باندھا ہی رہ بھلا تعوید
شب مہتاب کا دلہن باہی حلوا تعوید

میری انکھوں سی یہ بارش ہی کہ دیوار کو
شیخ معروف کا ہر ایک لی لکھا یا تعوید

جاہی تعوید یہاں جا ہی تصویر صنم
میری دیوار ہی یہ یار نہ لکھا تعوید

اوسی خبر سنگ نہ کہو دی تہی شیشہ ستر میں
قبر فرہاد کو لازم تہا اوسی کا تعوید

خون ید ملی جلیبہ بھر وصال جاناں
ہمی خون جگر دل ہی سی لکھا تعوید

ہم تم رشک تن وہی ہیں بہا لکھہ کر
لوگ تجانی ہیں یہانی لب دریا تعوید

حرز جاں کر لی رکھوں تجہ یہ اوسکو خط لی
زاہد اہی کا اونہرا جو بہر اپنا تعوید

جو مقدر کا لکھا ہی وہی ہوگا ناسخ
رات دن لوہیں کیا کرتا ہوں انشا تعوید

ردیف الرا

رکھیو سواد خط رخ رشک قمر سی دور
رہتی ہی شام جیسی الہی سحر سی دور

کیا دور بد میں سنا یہ اپنی لوٹی ہمیش
بیٹھی بھی بہا لیتی ہیں خرابیں شجر سی دور

ہوتی ہی عزت میں خزوف پری ابدالی
رنج او سہا ہی کہ قدر یوسف کی کنعان چھوڑ کر

گر لیا ناسخ مکین کہ ساری ہی منفرد تا
مسجد و نہیں انتہی اپنی اپنی وہ دکان چھوڑ کر

ولہ

محجبہ وہ دلکی ہو بجی جو آوہ آسمان پر
ساری ہوں نام سیاہ آسمان پر

اہل زمین کی رشک کیا یاوں کس طرح
نسل مسیح جا ہی بناہ آسمان پر

نجم اسکی نسبت میں نہیں ہو جہ استعارہ
تا ید مہر اہی بارگاہ آسمان پر

خالی نہیں ہی جلوہ جاناں سی کوئی جا
وہ کل زمین پر ہی نو ماہ آسمان پر

اسکل نہیں پر فیض سی اعلی کی بی منصب
مہتاب ہی زمین پہ ماہ آسمان پر

میری زمین شعر کا وہ بکہی خو مرتبہ
تحصیر سی کرتی وہ نگاہ آسمان پر

سنگی کو کوکہ پر لیکن ہی ماریسا
ہو بجی لیتی سوا سی نگاہ آسمان پر

اب او جہاں لیتا ہی بہی اضطراب دل
ہوتا ہوں کہ زمین پہ نگاہ آسمان پر

ہم شکل میری سرکی جو داغ جنون سی
خورشید سہایا ہی کلاہ آسمان پر

ولہ

ہی شال سرخ و زلف سیہ فام دوش پر
با اوس پہ ملی ہی شفق و شام دوش پر

کہتا ہوں سر کو بوجہ میں ناکام دوش پر
رکہتا ہی جب سنی تیغ کل اندام دوش پر

قبائی کی اپنی نہیں ای نازنین تیری
عاشق کی مرغ دل کو ہی یہ دام دوش پر

تو وہ حسین ہی دیکہہ کہ کی لطف ہی حجر
کو وہ ملی چین اوسی ہو نہ آرام دوش پر

کیا سونہہ سی ملک مدمیں لگا کو کدرت دن
اضطرار لو ہی کرنی میں ارقام دوش پر

جو زمین ماہ چہرہ نظر آیا جلوہ گر
طلدر جو اوس صنم کی لگی بہام دوش پر

ای مہکشو براکت ساقی کو دیکہنا
لاتا ہی رکہہ کی مست سبو جام دوش پر

پابن حرم نجا بہی ای بچہ حسنون
بار گران ہی جامہ احرام دوش پر

مالون کا کہیجا اثر لعل ماربین نہین
برنا ہی عکس زلف سیہ فام دوش پر

ہی ور دراز جو تیری نام کا جہی
لکہنی ہین بس وسی یہی نام دوش پر

ڈورا میری صنم کی جو گردن کا دیکہہ لین
زنار رکہین صاحب اسلام دوش پر

بہہ الٹی ہی برسعان کی عناب مین
رکہیون مین ساق ساقی گلفام دوش پر

عاشق کا تیری آج جنازہ لئی ہوئی
جاتی ہین لوگ ابکا سحر و کام دوش پر

پیری ہی واسطی وہ ہوائی خدائی ور
تو ہی ہو لیلی جال اوس دو کام دوش پر

شیرین کو ہی نہین ہی دلی کو ملک سطح
تیشہ لئی کدا ہون مین ناکام دوش پر

بس ہی اوس کا نقش قدم ہمکو سجدہ گاہ
ناسخ لی ہی حسنی رکہا کا کام دوش پر

ولہ

لو دیکی جہونسی کو میرا فقیر دہن چور
لیجاتی ہین بس موہہ سی کلی ہی نخن چور

لیتی ہین جرا قامت و کاکل کی مضامین
رکہتی نہین ہرگز خطر دار و رسن چور

مارتی ہی جو ناوک نہی دزد دیدہ نکہ نی
بیدا نہ تیر ہی ازخمون نی کہئی ہو کی کہن چور

برنتا ہی جو مضمون میری ہی نتشا مون حکا
لیجاتی ہین مضمون کی ہمراہ دہن چور

لیتی ہین بس از مرگ جو مضمون شعرا کی
کم ہی یہی کہتی نہین لکہہ آ دیکو کفن چور

اس شہر سی اب امن سفر کیا ناسخ
سچ ہی یہی غنیمت جسکو دیہی اب کیا بن چور

ولہ

کہنکتا ہی وہ گنبدی مین ہی کہیلو
تا بہہ رکہہ دن جہیبن ہی قابل کی بیلی ران

جو سہی شانی کی کیا زلفوں میں جلاتا ہی دل — جوں نہیں ہوتا ہی ای بیرحم تیری کان پر
نرگس جادو کی گردش کا سبب مجھ سی نہ پوچھ — خنجر ابرو کو رکھتا ہی وہ قاتل سان پر
کام اپنا کیا بگڑتی میں بنا یا عشق نی — وہاں نہ گھبرایا ہو گا یہاں آ ہی بنی جان پر

ولہ

سرو پہلی پہوری نہیں لگتی عذار یار پر — جل رہا ہی سبزہ خط آتش رخسار پر
ہونہ دنیا میں کسی کو انتظار خواب وصل — یہہ نوشتہ ہی بیاض دیدہ بیدار پر
بیٹھنی کا قصد کرتا ہوں جو کوچہ میں ترے — سایہ جہرہ جاتا ہی ماری بجلی کی دیوار پر
ناتوانوں کی الم سی اہل غفلت کو ہی عیش — خوش ہوئی سب ماہیاں مضطرب لگا جب تار پر
لوح تربت کی جگہہ شایان ہی تیرا نقش پا — مرگیا ہوں آہ میں بیکر تیری رفتار پر
ہیکماں سب شایان عشق پر ہی یہہ زنجیر عقل — خال مشکیں کیوں نہیں جنگو وہاں یار پر
لو سہی شوق شہادت کھینچتا ہی پہر مجھی — بارہ رکھتا ہی قاتل پی بکر تلوار پر
انہیں قاتل کی جھکی جاتی ہی عاشق کی — ہی گراں بار زلگنہ ہی مرقدم بیمار پر
قیمت یوسف نہیں جان ای کاروان عشق لی — قدردان موقوف ہی کیا مصر کی بازار پر
خط نہیں ہی مانع نظارہ رخسار پر — سبز گلشن نظر آتی ہی کسکی خار پر

ولہ

چشم امید ای تصور ہی تری مانند پر — زیست ہی موقوف میری چشم دل کی دید پر
بائی سرخی لب معشوق پر ہرگز نہیں — ہی حفاظت کو لگا ہوا درج مروارید پر
ہو دی صحبت مجکو یار ولجا ہی خانسی — خاک لوہی یار کم خنجر لو میری سر پر

ولہ

جذبۂ عاشق کمند جلوۂ معشوق ہے — قبل بوسی کی ہوئی تہی لب تجلی طور ہے

حنیط آہ شعلہ افشاں سی ہوا ابیاتہہ خال — بہڑس ہوئی ہی خاکستر تن محرو ز ہے

ماہیان چشمۂ خورشید آتی ہیں نظر — مچھلیاں ہالکی ہیں یا عارض پر نور ہے

جیسی ہو سبزہ کنار چشمۂ آب رواں — زخم زنگاریوں سی سینی کی ناسور ہے

خاک کا بستارہ و دن روح سی اوتری — یا الٰہی ہی وبال آب توجہ آتش پر دور ہے

پاک ہی جو حسن وہ شان پر دیکھا نہیں — حاجب فانوس ہی یا سیح پر شمع طور ہے

ولہ

خط دلہا دی عجز کو میرا وہ قایل کہول کر — تو دلوں میں اپنی لکھی لوح خوب سا دل کہول کر

تیغ تیری ہاتھ سی اوسکی لگی ہی اس لیی — زخم گویا جو ستا ہی تیرا کہا یل کہول کر

اوسکی گردن میں حمایل ہو گئی میری تہک — روز قالبین دیکھتا ہوں میں حمایل کہول کر

ہوا ہی مجکو شفا گر یار زور پر میری — اپنی جوشن باندہ دی تعویذ عامل کہول کر

ہی میرا ذات حق تجہ قطرۂ ناپاک سی — جسم دل کو کہولا ای منصور عاشق کہول کر

ردیف السین

خار پہلو ہو گئی ہی یاد گلستان ہر برس — ای جنون آیا وکر یا ہوں میں زندان ہر برس

یاد و جنت آ گذراتی ہی مجھی فصل بہار — ہاتھ آتا ہی میری تخت سلیمان ہر برس

ہیں جو تیری خنجر سو ج شبنم کی شہید — گل اوگہیں ہی خاک سی ہوتی میں خندان ہر برس

ناگہی تیغ زنی ای نگہ جانان بس — جہن گیا میرا جگر ای خلش مژگان بس

اپنی رسوائی کا نہی خوف تجہی لازم ہی — اب نہیں تاب جدائی مجھی ای جانان بس

تیغ عشق بتان ہی گر نہو کوئی رقیب — واعظ دیکہہ لیا ہمنی تیرا ایمان بس

ساغر عمر بھرا ہو کا نہ جب تک معمور — مبتلی ہی نکر دن کا ہیں کبھی غم جہاں بس
نہیں ممکن کہ ہو حرص کیج قناعت سیری — گنج قارون ہی جو پاؤ ہیں نکری انسان ہوس
ہو گئی ساری زمین غرق پہر آئی ابر مژہ — آسمان جل گئی آئی جو نظر دم سوزاں
بارش ابر برس پہر رہی شکوہ نکریں — آب پل روئی جو ناسخ کہیں سب دہقان

ردیف الغین

عریاں

عریانی جنون میں میری کام آئی داغ — طاؤس کی طرح ہی بدن پر قبائی داغ
سودا اگر ان سنگ کا ملتا نہیں دماغ — مرہم کی ہی تلاش جو ہمکو برائی داغ
سوزاں ہوں سر سے پانوں تلک شعل نما — حاصل ہوا فلک سی جو مجکو سوای داغ
ہو نا ہی گرم خون سی گل لالہ جسطرح — ناسور ہوں میں میری جگر پر بجای داغ
ہر داغ آسمان نی دکہا کسی کو یہاں — ہر ایک نہ جل نی ہی صحف کی پائی داغ
شکوہ نہیں ہی خوشنی سودای عشق کا — مانند شمع سر ہی ہمارا برای داغ
سودائی ہم میں ایسی کہ جوں لالہ ہر برس — لہو کا ہماری خاک ہی نشو و نمائی داغ
مرا رخ امیر نہ ہر یک کو دور دکہہ — پہر کین کی اور اس سی تیری شعلہای داغ
کینو نکر کہوں نکی خاطر مبارک کو نور نما — گلشن میں غنچہ لب سی ہیں لی حیای داغ
دنیا کا غم نہیں یہہ مگر داغ ہی مجہی — دامن سی اوسی تیری لہو کی جدائی داغ
جنت میں جا نگی لی دوزخ نعلین ہم — ناسخ ہوں میں جو نعمہ فنا ہی و فنائی داغ

ردیف العین

مر

زعم میں ہی رونق محفل ہوائی جیک کو شمع — آہ و دا فغان داغ سوزان اب میں یعنی ہوں سنگ شمع
شعلی عارض در دود لیٹی قدم میں سا کچی ہیں — کیا تفاوت ہی میان دلبران سنگ شمع

مسلسل

بنیں بلوانکی تہا دنیا ہی نہ رغبت عطر سی
روشن اوسکی حسن کا تہا ہی اپنی دعوت چراغ

ہیں جو عمدہ اوسی مفلس انکھو وارثوں تہیں
آتش بازی قوت تیغ سو ہا نہیں روشن چراغ

خوش حسن اونی ہی نرمی نہلونکی لپٹ کا
گر رہا ہی شمع کو ہر لو انکی خرمن چراغ

مانگی آیا خوبہاں زخم دل سوزاں مسیح
ہو نگہ بار رشتہ فتیلہ [illegible] سوزن چراغ

کشتہ تیغ اجل ہو کا دم پیری ہی صبح
گو بندن پر بہی ہی فانوس کی جوبن چراغ

گردوں روشن انس داغ جدائی سی اگر
برق سان کرتی لگی تہالی دشمنوں چراغ

وحشت ابسی ہی غنچالی سی جوبادی ::
راہ تکتا ہی اوتہا ہی شعلہ کی گردن چراغ

چھڑ ہی من نکی لحد سی نا ہن لگتی ہین شتر بر
میری تربت پر جلاتا ہی نہ الونن چراغ

کوئی پروانہ جلی کا تو جلو لگا غمسی من
دوستوں ہرگز نہ رکہنا تم شیر مدفن چراغ

ہوئی ہی لو رحرد کو اہل غفلت سی گرد
پتنگ انسان بجہاتی ہین کو ہم خن چراغ

داغ حسرت جل اوتہا کلفت مین ہر دو تبر
آتش رنگ جن سی ہو لیا روشن چراغ

بہونکا ماری غنچہ لب سی آگر وہ رشک گل
بزم میں پہیلا ہی جہ کر نکہت گلشن چراغ

کیوں تو ہو بیر فلک کا حمق طاہر جلق پر
دن کو جب روشن کری خورشید کا کو دن چراغ

اوسی کل اسکندری آبنی سی دیکہا جو [illegible]
بن لیا کیں فروغ حسن سی آہن چراغ

ہو وہی جس محفلین صاحب کلک شمع شعلہ زر
حباب ساز و جامہ فانوس دامن چراغ

ردیف القاف

نہ سبل شکو نکی جاد بہی شب تار فراق
ہو گیا ہین دلکی بہنتی ہی گرفتار فراق

وصل مین بہی تا ہی جس دل کو ہوتا تہا قرار
ای فلک تونی کیا اوسکو گرفتار فراق

ردیف الکاف

ہر ایک گل بھی کیا چاہتی گریبان چاک
کرشن غنچہ ہزاروں میں دل میں بسمل چاک

تصور اس دل صد چاک ہی اوس مہ کا
ہوا ہی جسکی اشتاری سی ماہ تابان چاک

یہہ رات دست دراز ہی جنون کی بحث میں
کہ ہو گیا ہی گریبان تا بدامان چاک

ہر ایک لالۂ صحرا ہی تیرا داغ بدل
ہر ایک گل ہی چمن میں سرا گریبان چاک

تو ایسا ماہ لقا ہی کہ تیری سامنی ہو
کتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک

یہی دعا ہی خدا سی کہ ہوں بیابان گیر
نہ میری ہمسی ہو مراہن بیران چاک

جو زیب چاہی کری مال سیخ نو پہلو
صدف کی سینی کو لولی میں مگر بیدار چاک

نہیں ہی چادہ بین وحشی بیا جو زنداں میں
تیری فراق میں ہی سینہ بیابان چاک

کیا کلال قضا نی جمیں چاک عیان
یہہ مہر و ماہ بپانی میں خرج گردان چاک

للہوں میں دشت جنون کا اگر لو ہی مضمون
تو ہو وہی تا سنج ابھی فرد فرد دیوان چاک

ولہ

اگی دیکھہ اس صنم تنی اشک برسانیکا رنگ
رشک کاش ہو کیا میر ہی جانیکا رنگ

گر کرو نہیں درد وصف اوسکی لب جان بخش کا
سرخ تنی لعل ہو مسیحا کی مروانیکا رنگ

تجھہ بھی ہم سکن چمنیں میں سرو گل کو دیکھہ کر
سبزہ ہی مینا کا رنگ اور سرخ پیمانیکا رنگ

شست کو مقابلہ ہی شاخ مرجان کی طرح
تیری خونکا تیغ قاتل ہی نہیں جانیکا رنگ

ہی وہی سر سبز دنیا میں ہوا جو خاکسار
خاک سی ہوتا ہی دیکھو سبز مردانیکا رنگ

اوس سنہری رنگ پر یوں سبزہ خط ہی عیان
سبز ہو جسطرح نقشی تا نکلی مانیکا رنگ

یاد ان کانون سنی لقا رین ہی وہ یسی رنگ میں
ہی عجب اس فصل گلمیں تیری دیوانیکا رنگ

وہ چراغ وال پہان دلمیں ہی جسکی سامنی
شمع کا ہوتا ہہ زرد ہوا در جاہی پروانیکا رنگ

تیرہ بخت ایسا ہوں میرا حال تو دیکھی اگر — ہو سیاہ افسانہ میں دوبین تری شکل کا بیکار رنگ
کیوں نہ ناسخ وہ رواق چشم مسکون ہو سیاہ — بستر دیکھا ہی جمہی سی مجانی کا رنگ

وله

ای بت غمی نالان میں لگی آگ — جب نالہ کیا عالم امکان میں لگی آگ
بہہ سوزش غم ہی بس مردن بھی کہ میں نے — جب سانس بھری روضۂ رضوان میں لگی آگ
ساتھ اشکو کی آتی لگی لخت دلسوزان — دیکھو کی کہ جیوں خانۂ مژگان میں لگی آگ
ہی صبح شب وصل ہوئی گرم فغان ہم — سمجھو نہ شفق گنبد گردان میں لگی آگ
بہہ آتش رشک لب جانان کی جلا یا — اخگر ہوا یاقوت بدخشان میں لگی آگ
بلبل کی جلیس ہدیان نالان جو ہوا دل — یہان تیر نالوں سی نیستان میں لگی آگ
تیری لب جان بخش ہوئی یان سی جب سرخ — عالم کی کہا خیمۂ حیوان میں لگی آگ
تجھ بن جو نظر آیا مجھی رنگ گلوں کا — سمجھا میں ہی صحن گلستان میں لگی آگ
دریا میں لگا دیولی جو تو دست حنائی — شعلی کی طرح پنجۂ مرجان میں لگی آگ
غم کی دل صد پارہ جلا یا تو عجب کیا — جب ظلم سی سی پارۂ قران میں لگی آگ
بدنام ہوئی آہ شرربار ہماری — ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان میں لگی آگ

وله

ہی پہیہ سو کا مثل ہوا اوس شوخ تر سا بنکا رنگ — ہو گیا مریخ سا چشم تماشائی کا رنگ
تابش خورشید عارض سی وہ اٹلس میں نہیں — دھوپ کا لا کرتی ہی آہوئی صحرائی کا رنگ
غم ہی رہتا ہی مجکو ہر گھڑی دھوپ میں — سانولا ہو جائیگا اوس شوخ ہرجائی کا رنگ
ہی اثر اوس سبزۂ خط کی عاشقوں کی خاک کا — سبز آتا ہی نظر جو جا بجا کائی کا رنگ

رنگ ہی یہہ تیری بازو کا کہ سبزی پہلی
سرخ ہی ہر چند تعویذ کی دارائی کا رنگ

سبز سودائی ہی وہ زنجیر زلف مشکسا
زرد ہو جاوی نہ کیونکر تیری سودائی کا رنگ

خانجی سی تو بھی مینا ہی نہیں کلگون اوتار
ہی شفق سی سرخ ناسخ جرعہ مینائی کا رنگ

ولہ

ہوا جو فوق تیری جانی سی گلستان کا رنگ
نظر بہار میں آنی لگا خزان کا رنگ

وہ رنگ زرد میرا دیکھکر جو ہنسنی لگا
ہوا خجل میری چہری سی زعفران کا رنگ

ہوا وہ لال بھی دیکھکر جو محفل میں
تو ہو گیا دیں زرد اوسکی پاسبان کا رنگ

اگا نہی ہی میری تربت کی زینت با اگر
کبود جو نظر آتا ہی آسمان کا رنگ

کمال آتش غم مشتعل ہی سینی میں
ہی شمع سان میری ہر ایک استخوان کا رنگ

خیال گلشن کو بہی بیان میں روتا ہوں
ہر ایک خار مژہ میں ہی ارغوان کا رنگ

کیا جو اوس لب آلودہ مزہ کا وصف
کبود جون گل سوسن ہوا زبان کا رنگ

بجا ہی اوسکو اگر کہی آفتاب پرست
کہ ایک طور پہ رہتا نہیں جہان کا رنگ

فراق گل میں یہہ باران اشک ہی بلبل
خزان میں سبز ہوا کاہ آشیان کا رنگ

فراق یار میں شب دود نالہ دل نی بجا
سیاہ ہو گیا ناسخ میری مکان کا رنگ

ولہ

اڑا ہی تیری زلف کی کیا بو سی بوی مشک
آہو نی دام لی تیری گیسو کی بوی مشک

مدت ہوئی کہ منہ گئیں زلفیں تیری ولی
آتی ہی آج تک تیری بازو سی بوی مشک

دریا میں ہر حباب بنا نافہ غزال
پھیلی ہوا میں تیری ہر مو سی بوی مشک

ردیف ب

تمام

پھول

سونپا ہے چہرہ تیرے روی شفق سے رنگ — بات میں جھڑتے ہیں تیرے دہن تنگ سے پھول

دل گرفتہ ہوں ولی شعر شگفتہ ہیں میرے — پائی میں نشو و نما غنچۂ دل تنگ سے پھول

ہوں وہ بیکس کہ چڑھائی میری تربت پہ — لا کے ڈالی باد صبا سیکڑوں فرسنگ سے پھول

ہو نہ آشفتہ مرا نالۂ بلبل در باغ — اوسکا عاشق ہوں نہ توڑے جو کبھی سنگ سے پھول

ابر نیسان کو خیال آئی جو ای باد بہار — ہوں ابھی جلوہ نما شاخ رگ سنگ سے پھول

ولہ

کب میں یار ابھی سیر باغ قد نسیم و گل — زیبا نہیں ہے نسبت یار و جحیم و گل

دیکھے ہے تیری نظر سے جو اوس گلعذار کو — اوس آنکھ کو نصیب الٰہی ہو نعیم و گل

کیا جاؤں سیر باغ کو اوس گل بغیر میں — درد جراح و داغ جگر ہے نسیم و گل

گر روز حشر سایہ نہ وہ رشک باغ ہو — مانند دشت و خار ہے باغ نعیم و گل

ناسخ گداز بیان نہیں ممکن فراق کا — صحبت ہے مجھ بغیر یار میں نسل شمیم و گل

ولہ

طرز سخن ہے اور لب جانان نسیم و گل — ہے بلبل اوس مثال یاران نسیم و گل

تکلیف کس لئے کرو گلگشت باغ کی — ہے تو ہی زلف و عارض جانان نسیم و گل

ہوتا ہے جس طرف گذار اوس گلعذار کا — ہے گرد راہ و نقش قدم وہاں نسیم و گل

زلف و خط و عذار و قد و چشم یار ہے — یاد ہم میں سرو و نرگس و ریحان نسیم و گل

ناسخ وہ باغ فکر میں رنگین بیان ہوں میں — مضمون ہیں اور صفحۂ دیوان نسیم و گل

ردیف المیم

یکسوں ہوں شب وصال و فرقت کی شب سے ہم — عیش و طرب جہاں میں ہے رنج و تعب سے ہم

ولہ

رو رہی گرمی بازار تیری کوچے میں
جمع ہیں تیری خریدار تیری کوچے میں

دیکھ کر تجکو قدم اوٹھ نہیں سکتا اپنا
ہیں کئی صورت دیوار تیری کوچے میں

دیر ویران ہی تیری عہد میں کعبہ ہی خراب
جمع ہیں کافر و دیندار تیری کوچے میں

پاوں پہیلا کی زمین پر از بتا ہون
صورت سایہ دیوار تیری کوچے میں

بام و در تیری تجلی سی منور ہیں تمام
ہیں صفا طور کی اطوار تیری کوچے میں

کوئی تو ملتا نہیں پر دلکی تقاضی سی ہم
دور ہوا تی ہیں سو بار تیری کوچے میں

ایک ہم ہیں کہ قدم رکہ نہیں سکتی ورنہ
بیدلی بہرتی ہیں اغیار تیری کوچے میں

روز یہاں سیکڑوں بیہوش پڑی رہتی ہیں
ہی مگر خانۂ خمار تیری کوچے میں

پاسبانونکی طرح رات کو نکلو منبالی ہی
مالی ہم کرتی ہیں ای یار تیری کوچے میں

رو رہی عشق کی یہ تفرقہ اندازی کی
ہم ہیں زندان میں دل زار تیری کوچے میں

آرزو ہی جو مرون میں تو نہیں دفن ہو
ہی زمین تہوڑی سی درکار تیری کوچے میں

کر رہی ہیں تیری ابرو کی اشارے سبکو
آج کل چلتی ہی تلوار تیری کوچے میں

جیسی جنت میں ہیں ادریس رہو ہیں یونہی مدام
لائیں کر طالع بیدار تیری کوچے میں

جب میں جاتا ہوں ٹہرنیکی جگہ ملتی نہیں
کوئی پڑا نہیں غمخوار تیری کوچے میں

حال دل کہنے کی ناسخ جو نہیں پاتا بار
نہیں جاتا ہی وہ اشعار تیری کوچے میں

ولہ

ہی عجب رنگ کی وحشت تیری دیوانی میں
جی نہ آبادی میں لگتا ہی نہ ویرانی میں

ہو لیا مجکو فلک قید مدفن لیکن
اب تلک دبہی ہی موکہتہ تیری آنی میں

خط کو بھی گرد نخف کی بالوں سی نہیں تشبیہ تام
کچھ نہ فرق آیا فروغ عارض دلدار میں

مردمک دار وہی بہر مرنج قبل تو دام
نشئہ کی بہ اب دوری چشم مست یار میں

کوئی قاتل کا یک ایسا دیکھی ہو یا ہو
جا نہیں بسمل سی بھی کو غنچہ کی بازار میں

جو حسن ہی کہہ میں اوسکا چھپتا ممکن نہیں
یاد کنعان کو ہر آیا حسن کی بازار میں

ہی کمان خط کی جیسی نخچہ برو ہوویں روشنا
ترک کیا ہی عکس زلف آئینہ رخسار میں

برگ گل پر ایک بہ نہی غنچہ گل ہی نقش
جا ہی نالہ کی تمکین گل ہی میری منقار میں

قطرہ اشک ندامت بن گئی ڈالی تمام
کیوں نہو تسبیح کا عالم میری زنار میں

جا رہا ہی کوی جانان میں رقیب رو سیاہ
زاغ نی باندہا ہی اپنا آشیان گلزار میں

تربیا بجائی شیر آ در محکمو شیر کو بھی
پرورش پائی ہی میں نی دامن کہسار میں

ایسی لکھہ رنگین مضامین نامہ نازک خیال
مکتبلم اوراق گل ہوں دفتر اشعار میں

ولہ

لی یار ہان ہی سنبل رعد آہ و فغان برسات
ماند ابر کہ ہوتی ہی دریا روان برسات میں

برگشتہ میری رونی ہی چرخ ہشت کیوں نہو
رخ پہر جاتی ہی دلا اکثر کمان برسات میں

ولہ

پہونچی میری حال لی اوسکو خبر ناہنیں
اوسکی گلی ہر ہوا بر اگذر یا نہیں

کرتہ سناد و سحر خوب نہی ہنسو اچکا
آہ دبن نہی دہن لیجہ ہی اثر یا نہیں

صورت بستان ہو ہی کبھی ناہنیں شتاب انار
نخل قد یار پر ہی ثمر یا نہیں

سیر کو جاتا ہی زرد رو جو سو ہی لالہ زار
دل میں ہی اوسکی بہری داغ جگر یا نہیں

ولہ

کیونکہ نہ ہیری کی ہلی حسن کی گردن
بجلی کی مگر شعلہ کا ہے نور کی گردن

مستی میں جو گستاخ ہوا قتل ہوا ہیں
ہی حق میں ترا بادہ انگور کی گردن

قسمت کی جو سوزش ہی ہوی ہی شمع
ہر جنبہ ملی شمع کو کافور کی گردن

ولہ

سر رکھ دوں آستان بت نازنین کی میں
ہی جبین داغ سجدہ سا دوں جبین کی میں

کافی ہی مہر یہ داغ جنوں دل میں تا کم
بیزار ہوں فلک تیری تاج و نگین سی میں

تصویر یار کی جو مجھی کھینچ دی کوئی
سمجھوں وہ مرغ دل کو گل عدن سی میں

افتادگی میں کیوں ہی نہاں نسل نقش پا
گر بادشاہ دی نہ اٹھوں زمین سی میں

سنتا ہوں باتیں اوس لب شیرین کی تو
پاتا ہوں نقش جب یہ آلت انگبین سی میں

کہتی ہی جس کیسی کیسی ہیں میں دل اسیر
کچھ سونہہ میں کم نہیں خاقان چین سی میں

آیا نہ کھلنے تن میں یہ عالم نظر کبھی
کل جلوہ دیکھتا ہوں تیری آستین سی میں

عنقا کی طرح گرچہ ہوا ہیں نشان ولی
کیونکر مٹاؤں نام دلوں کی نگین سی میں

ذرات ہی بہی بہر خشکی و تری
رکھتا ہوں نفرت اپنی ہی چین جبین سی میں

بہرو چمکس خوان اغنیا
سنتا ہوں یہ سخن لب نان جوین سی میں

ولہ

یوں نہ لا مجکو شب ہجران میں ہم شاد کرین
وصل میں عیش میں سوا وہ نہیں یاد کرین

قفس اپنی کرین کچھ خاطر صیاد کرین
قید میں تن کو رکھیں روح کو آزاد کرین

بلبلو اگلی نفس گرم جو ہم کھینچیں ابہی
باغ کو خاک کرین خاک کو برباد کرین

ولہ

یا الہی برگ ہوں مجھسی ہنونکی بار پان
دلکشوں پر دلکشی ہی خوار ہوں کی خوار پان

ناز سی خنجر قاتل نہیں ہوتا گریان
ہو ستم قتل میں ہمت سی کہیں لیکن نہیں

قطع کیں زلفیں تو کر ڈال میرا بھی قلم
تو سکے ہوش ہوا کیوں نہ سکے ہوش نہیں

نہیں ممکن ختم گردوں میں ٹھہرنا میرا
نسبتی عشق سی بی وہ بادۂ پرجوش نہیں

ہمہ تن وصف سراپای صنم میں ہوں زبان
لیک وصف دہن تنگ میں خاموش نہیں

یار آتا ہی عیادت کو نہ تنوائی سے
تیری خاطر سی بھی ای ہمت فراموش نہیں

اپنی آواز سی بیہوش ہی آتا ہے مجکو
مثل دف بزم میں تنہا ہمہ تن گوش نہیں

وله

خانگی مجکو ہوئی قفل دہن ان دنوں
چھٹ گیا مشغلہ شعر و سخن ان دنوں

دہن یار کی مانند ہوا ہی معدوم
ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں اپنا دہن ان دنوں

کم ہوئی ہی مری کیا تنگ سی اوقات
چہچہی کیوں نہ کرین مرغ چمن ان دنوں

رشک ہو مجھی کمر یار ہوں سر سی پاؤں تک
آپ کا ہدہ ہوا ہوں ان دنوں

سانس لیتا ہوں تو ہوتا ہی ہلک جانکنی
روح کو تنگ ہوا جامۂ تن ان دنوں

ناتوانی کی بردہ مجھی جیتی جی
پیرہن مجکو ہی مانند کفن ان دنوں

لب پہ ہی زیست سی دل تنگ مرا ہوتی ہی
نظر آتی جو کوئی چاہ ذقن ان دنوں

گوشہ گل تک ہوں رسا زیر قفس اپنی نظر
ہی زبس گرم فغان زاغ و زغن ان دنوں

ہیں جفا کش جو بہم اہل وطن کی ناسخ
مجھسی چھٹتا ہوا نظر آتا ہی وطن ان دنوں

بہونچی شان ادرکی ابہی میرا سر کہاں
نخل مراد عشق کی بار ثمر کہاں

طول شب فراق کی شکوہ نہ کیجئی
میں جان بلب ہوں مجکو امید سحر کہاں

فروغ دل کو ضرر کیا ہو کلفت غم سے | محل روشنی تیرہ داغ ہاے نہیں
ہجوم فوج عدو سے جہان میں اے ناسخ | سوای قلعہ مرقد کہیں پناہ نہیں

ولہ

مرزوار رستہ کہیں قید مکان کرتا نہیں | طائر نکہت خیال آشیان کرتا نہیں
ایک بھی پھرتا نہیں وہ نسے جو یار کے گھر | کون دن ہے جو میں قاصد روان کرتا نہیں
ہو نہیں دیوانہ ہوا کر تب سے جب ہی دکیا | اس لیے میں ایکدم ضبط فغان کرتا نہیں

ولہ

سر بکف پھرتا ہوں میں لیکن کوئی قاتل نہیں | گردن خم گشتہ بے تیغ کی قابل نہیں
زندہ تنی خلق کی ہے دست قاتل سے محال | کشتۂ حسرت ہے جو اس تیغ کا بسمل نہیں
قید تن سے ہو رہا ہے مرغ روح ناتوان | شہپر پرواز ہے یہ خنجر قاتل نہیں
آنکھ عالم کو پڑی مصحف عارض کی یاد | فیض سے تیری زبان میں کوئی جاہل نہیں
ہو رہا ہے کیا چمن میں بلبل نالان اوس | داغ حسرت ہے مری سینہ میں گل داغ نہیں
سمجھے گھر غفلت میں گو ہم خانۂ زین کو لی | تو سن عمر روان رفتار سے غافل نہیں
دل میں عالم کی تصور سے تری خانہ | کون سینہ ہے کہ جس میں ماہ کا منزل نہیں
کیا ہے نسبت ماہ نو کو ابروی جدا سے | تیغ کی صورت ہے پر اوسکو کوئی گھایل نہیں
رات دن رہتا ہے یاران عدم کا اشتیاق | کوئی سرانا مہ بر جز طائر بسمل نہیں

ولہ

اور سن پر ہے پکڑا یا دن تک انکا سایل نہیں | ہے عجب کہ نور جسکو حجاب قابل نہیں
کیوں نہ ہو دیوار دن میں نہاں اے دروغ | جلوۂ خورشید کو کسی فلک حائل نہیں

راست دن رہتا ہی بیداراں عدم کا اشتیاق | کوئی مرا آتا نہ پر جز خار بسمل نہیں

گر شبنبہ اوس ٹھلکی سو جابی ہی خجل سر تناک | ای تصور تیری صناعی کو کچھ مشکل نہیں

اضطرابی کی تال و زر کا کب ہوا مجھ سی سوال | جسکی معشوقوں نسی لوبسی کی بہی مین سائل نہیں

سبزۂ خط سی اسی سی انکیدن ہوئی کی نحو | تخم ریحاں ہی عذار یار پر یہہ تل نہیں

لسکا نالہ ہی نہیں ہی جسمین فریاد و جرس | کون وہ شب ہی اس لیلی کا جو محمل نہیں

غرق دریای شہادت ایک عالم ہو گیا | ناصح اب تیغ قاتل کا کہیں ساحل نہیں

ولہ

ہماری کیف کو کچھ ہم احتساب نہیں | خیال چشم ہی یہاں ساغر شراب نہیں

وہ لی نقاب ہوا ہی تو یہہ تماشا ہی | دو چار ہو سکی انکھوں مین ای تاب نہیں

یہہ جھکو اوسکی تغافل سی یقین کہ نہ ای | جواب نامی ہوا نامی کا جواب نہیں

ستارہ ہی یہاں تک پر جو لکی جمال | ہماری انکھوں مین خالی مقام خواب نہیں

وہ نور انک سی کیوں ہی کلی ناکہ پالی | ہمارا کاسہ سر کا نہ حباب نہیں

مین ہم شاہد و ساقی مین کیوں وجد کرو | برای زہد و ورع عالم شباب نہیں

لیا ہی داغ لی کیوں اسکو منزل خورشید | ہمارا دل ہی یہہ کچھ برج آفتاب نہیں

ہوا ہی مانع دیدار یار پردۂ چشم | کبھی جو آنا یہہ تو کچھ درمیاں حجاب نہیں

بہت قریب سی ہم وحشتوں کو دو خطہ ہی | ہماری دشت مین ناصح کہیں سراب نہیں

ولہ

جہاں غیب ہی دل میرا اوس زلف خم بخم | غبار ہمن ہی جو ہو مین کو انداز شام مین

بعید مدت کلفت غم سی ہوا صفا اپنا دل | ذرہ ایک ہم تم نہانی کل جو انکی جام مین

کیا فرای کا فراق سا قی گلفام میں
اشک گرتی میں کیا بستی ہماری جام میں

کریجی زلفو نکو صبا دلسی نوای مرغ دل
پر خط مشکین تجہی لایا ہی آخر دام مین

شور محشر سا ہی برپا سربانو نمن نہمن
مر رہی بہی جو گئی ولیکن تجہ بن ہی آرام کس

ولہ

ایس ار مین یار سی جدا ہون
بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون

ذرات تصور پری سی
دیوانہ مین اندنو بنا ہون

افتادہ خاک ہون ولیکن
مین سایہ شہپر ہما ہون

ای ابر فراق دی سا تہہ
رونی پر سنغد ہوا ہون

در نگ چمن مین موسش بلبل
نو نکہت گل مین لو صبا ہون

زخمت لی لگا لا اوس کی سی
کانٹو ہی اب اسکو کہینچا ہون

ہی مہر و وفا سراسر اوسمین
ناحق کیو نکر اوسی تجا ہون

ولہ

عشق نی پہر دی ہی دلکو بیقراری ان دنون
پہر ہوا ہی مجکو شغل آہ و زاری ان دنون

عشق کی آزار مین اب مبتلا ہون ہان دنون
رند کی لگتی مجہی اپنی ہی بہاری ان دنون

دیکہتی ہی عالم تصویر عالم پر ہوا
روز عالم پر کہہ صورت تمہاری ان دنون

سنسنا جاتا ہی جی اپنا نفس مین گاہ گاہ
چل رہی ہی باغ مین فصل بہاری ان دنون

پیرہن کی پیرہن یک لخت پرزی ہوئی
کر دیا دست جنون نی ہمکو عاری ان دنون

جاکی وہان سفارش کو ہوئی اوٹہی رقیب
آرہی ہی اب بہی یار و گئی باری ان دنون

دیکہہ ناصح شراب عشق کی بدمستیان
بہا گئی ہی دور مجہسی ہوشیاری ان دنون

رو برائی میں ہی کس کی تجھی شرم — کہ یہاں ایک عجم میرا ہی اور میں ہوں

میری دیوار سی آتی ہی آواز — کہ ایک بال ہما ہی اور میں ہوں

مجھی اپنی زندگی ہوتی نو دیکھی خاک — برو دوش صبا ہی اور میں ہوں

رہی تجھ آرزو مجھکو خدا تا — یہی مردم دعا ہی اور میں ہوں

رہا لی کی ستم سی روز ناسخ — ہی ایک کربلا ہی اور میں ہوں

ولہ

سب ہماری لئی زنجیر لئی پھرتی ہیں — مسیح سحر زلف گرہ گیر لئی پھرتی ہیں

تو جو آدی نو شب تار تہیں یہاں شمع — شعلیں نالہ شبگیر لئی پھرتی ہیں

سر کشتی شمع کی لگی نہیں کر انگوٹھی — لوگ کیون رحم میں گلگیر لئی پھرتی ہیں

ناگہاری میں ملو لو ہی مطعون نگری — ہاتھ میں نالہ نامہ تقدیر لئی پھرتی ہیں

قصر تن کو میں ہوا ہی ہولی ناسخ — خوب ہی نقشہ تعمیر ہی لئی پھرتی ہیں

ولہ

وہ صر ہی میری شکوہ میں خنجر کی زبان — ہر زخم کی دہان میں ہو ہی تیر کی زبان

دل مردہ کیون نہ میری سخن ہی ہو زندہ دل — قتل مسیح ہی میری تاثیر کی زبان

کٹتی ہیں دل میں جو دم تقریر حسود — شاید بلمار ہی مونہہ میں ہی شمشیر کی زبان

ناسخ ہماری سخن کی ہی کچھ طرز ہی جدا — مرزا کی ہی زبان نہ ہی میر کی زبان

ولہ

جاتی ہی بہار اب ای چمن ادای حسن — دامن نظارہ دلو ہی حسرت کا بھاتی حسن

حسن کا دریا ہی جبیں آستین میں موج زن — مجھلی ادیکہ ڈھونڈتی ہی ماہی دریای حسن

وله

دل اوسکو دیا تقصیر ایسی کرتی ہین
مارا غم فرقت کی تعزیر ایسی کرتی ہین

جو جھی کہ زبان تہا کل اوسکو مین کہہ اوسی
یا تو نہین لکالا یا تقریر ایسی کرتی ہین

دیوانی سی جنگل مین بہولی ہی پری تیری
جذب دل عاشق کی تاثیر ایسی کرتی ہین

شکل اوسکی تصور کی کہنچی فرق دل پر
نقاش ایسی کرتی ہین تصویر ایسی کرتی ہین

محفل مین اوٹہا سکا جب قصد کیا اوسی
دانستہ مین عشق غش لاتا تدبیر ایسی کرتی ہین

ہر حلقہ گیسو مین لاکہون ہی دل وحشی
زنجیر نہین کرسکی زنجیر ایسی کرتی ہین

خون روز نزار ونکا کرتا ہی ذرا بردم
پڑتا نہین تل ہرگز شمشیر ایسی کرتی ہین

ہین مست نظر آتی ہر وقت تصور مین
پریون کی لب ای ناسخ تسخیر ایسی کرتی ہین

وله

نالہ سوزان فلک کو جاہین کر برسات مین
آب کی جا ہی لہو برسین شرر برسات مین

دیکھ کر حالت ہماری بہانتی وہ روتا چلا
ہوگیا کونا روانہ نامہ بر برسات مین

دل مین پوشیدہ تب عشق نہان رکھتی ہین
آگ ہم سنگ کی مانند نہان رکھتی ہین

بزم جانان مین کبھی بات نہ نکلی موتہہ کی
کبھی گو شمع کی مانند زبان رکھتی ہین

مثل پروانہ نہین کچھ بھی زر و مال ای پاس
ہم فقط تحفہ یہ فدا اوسکو جان رکھتی ہین

اوس تن صاف پہ ہی بوی کمر تک معدوم
اور معشوق صنم ایسی کہان رکھتی ہین

ہر کیا زرد پری جیسی چمن نہ نظر
یہ عجب گل ہی کہ تاثیر خزان رکھتی ہین

بہاگئی کو لسی وہ بات نہ تو یا ہی سمجھ
نشہ مرزا ہین ہم کلہ فرتہ دہان رکھتی ہین

مخوص ملک خیال ملک سخن ہی ناسخ
گو نہین علم روان طبع روان رکھتی ہین

ولہ

تھر رہی ہی کہرا وہ بت شتاب آب میں
جسنی دیکہیں ہمرہ سرو کی ہی شتاب آب میں

ہجر کی شب جو ہوا تارہ ری روزیکا
صبح کو تارا نظر آتا شتاب آب میں

صبح پیکان سی ہو فندہ ظالم گویا
رنگ نہ تلوار کا ہو کبہی رنگ آب میں

رات کو دریا میں تو ادی جو شعلہ رو
شمع سمجہہ کر بجہی آتش مینک آب میں

ولہ

تہا کی جسم اوسکا مستور پیرہن میں
اب کم ہوا ہی نیرا رنج و رنجہ پیرہن میں

دو گز کفن ہی آخر سب کو بس تن پی
پہی اہمیں سمانی مغرور پیرہن میں

ہی پیرہن عرق سی مانند ابر تر کی
بجلی ہو گئی ہی چمک اس کی جو زیر پیرہن میں

کر جیب پیرہن میں کل ذات ہوں تجرد
ہوتا ہی ادس سی کار تجرد پیرہن میں

ولہ

غم شبیر میں رورو کی تر دامن
جا بجا دل تا حشر لی سیدا نہیں میں گرد امن

دہ سیرا دامن تر ہی جو نحیر دل اسکو
کری جاری ابہی ایک چشمہ کوثر دامن

طمع خام سی ہلی جو کسیکی آئی
یا رب ایسا نہ مجہی ہو نہ کبہی پیسر دامن

مثل گرداب تجہی گردش ہی ہی سکی دنیا
زرسی زنہار نہ ای اہل طمع بہر دامن

تو نی دامن جو کبہی اپنا چمن میں جہاڑا
ہوگیا تازہ بہاری کا معطر دامن

زندگی بہر تو صفائی رکہی کیا قہر ہوا
خاک لی لوٹنی لگا مکدر دامن

آستین زن ہی یہاں لوٹی چراغ انسان
کہا کیا دہان روشن اک میں اٹہو کر دامن

یہی کہتی ہوئی جاتی ہی سر پہ عمر رواں
میری دامن نیا ندی کہی صرصر دامن

صبح محشر یہی کہتا میں اٹہونگا ناسخ
دہ ہی حضرت کی ہاتہہ میں بسر تقمید دامن

ولہ

زینت فتراک ہونی کی لئی آمادہ ہوں
اک سواری ہاتی کی میں منتظر استادہ ہوں

گر مرو مجھ سا نہو لیکن کوئی آتش قدم
تیز رفتاروں میں سیماب آتش دیدہ ہوں

سکیدی من تو ز کر خم مہر عذر معصیت
محتسب رندوں سی کہتا ہی کہ مست بادہ ہوں

رہنمائی ہی کی کرتی ہی مجھی ہر نالہ آہ
خضر راہ منزل مقصود مثل جادہ ہوں

دیکھ کر جوہر ہوئی آئینہ سی لقرب تجھی
اسقدر محو صفائی روئی سادہ ہوں

ہات دو را دیکی انکی میری بیعت کو شیخ
بعد میں پیر مغاں کی صاحب سجادہ ہوں

بالی ہی انکی سی میری خاطر نازک شکست
در سیدم میں شیشہ بالائی سنگ افتادہ ہوں

آدمی جو میری کہتا ہی وہ ملکر خاک میں
سوز غم سی تودہ بارود نشہ ادہ ہوں

حشر میں ناسخ نہیں اپنا کہو تکا سلسلہ
میں اسیر حلقہ گیسوئی سید زادہ ہوں

ولہ

آگیا تھا رات کیا وہ ماہ کامل خواب میں
چاندنی کا ہی اثر زخم دل بیتاب میں

یوں مری آنکھیں عیاں ہیں اشک کے سیلاب میں
جیسی آتی ہیں نظر دو کنول تالاب میں

ہی خیال سبزۂ عارض دل بیتاب میں
رہتی ہی اکسیر کی گولی یہاں سیماب میں

مورت عکس افگن ہوئی موج شراب ناب میں
تیر کی مرقن کی یاد آئی شب مہتاب میں

چاندنی میں یار بن مئی جو کی سیر چمن
داغ خوں گویا لگی تھی چادر مہتاب میں

اپنی تو دوست حنا گر ہو اگر دھو دی
لال ہو جاوینگی ابھی سب مچھلیاں تالاب میں

ساقی و مطرب جو ہم مستی اور موج چمن
جا لگی اسباب اپنا عالم اسباب میں

کسسی چہرہ لیسی اوٹھتا ہی لب دریا فغان
کوندتی ہیں بجلیاں لہروں کی بدلی آب میں

وله

ظالم سی بلکہ ظالم ہوں اونکو ادا سمجھی ہیں
اہل وفا جفا کو بھی عین وفا سمجھی ہیں

تیری لعبت ای صنم یا ہمیں کب رکھیں قدم
موج نسیم گلکو ہم تیغ قضا سمجھی ہیں

اہل قتل عاشقاں کیوں نہ ادنکی سنو حنا
خونکو جو ہر دست و پا رنگ حنا سمجھی ہیں

نغمہ ہی نوحہ ضرب اشک سی بادہ کم نہیں
بزم طرب کو ہم عین بزم عزا سمجھی ہیں

زمزمۂ عندلیب کی سیج سی وہ کب سنجھی ہیں
جغد نغمہ سرا فغاں کناں سمجھی ہیں

رتبہ نہ دو خدا خاک سی اونکی ساتھ ہی
ضرس لیکی یا تحرک جو کہ خدا سمجھی ہیں

ردیف الواو

مرگ عیسی سی تری چشم کی بیماروں کو
گور آزادی ہی زلفوں کی گرفتاروں کو

کس طرح سامنی ہو صد تلی ہو نثرت کو فروغ
نور خورشید عدم کیوں نکری تاروں کو

کب چمکتے ہیں رہی قید میں زندان وطن
لوہی کل یہاں ندی ہی یاد گلی دیواروں کو

جبر ضعیفوں کو ستاوی کا سزا پاوی گا
آب دیکھہ پانی میں جو روندتی ہیں خاروں کو

ہوں وہ سرگشتہ کہ تا حشر میری قدمونکی
آسیا دم میں بنا دیتی ہیں کہساروں کو

ہم بغل سی یار وہ موت سی ہیں ہم آغوش
کیا خبر میری شب وصل کی بیداروں کو

ای صنم عہد میں تیری بہہ ہوا کفر عزیز
کہ رگ جاں تکو عطا مرتبہ زناروں کو

کیا عجب گردش افلاک سی جو میں جوں خواب
کام کیوں کر نہ تری نازسی ہلواروں کو

وہ ہیاں آیا جو مجھی زمزمہ پرداری کا
رہ گئی مرغ چمن کھولکی منقاروں کو

یارین گرم ہی اوس داغ سی پہلو میرا
عجب سی لگا نہیں دوزخ کی بہی انگاروں کو

آب گر آب کو ناسخ عرق خجلت سی
انفعال اپنا شفاعت ہی گنہگاروں کو

انجمن هم

ولہ

تجھہ بن انکھیں شب بھر لاتی نہیں جو سر خواب کو — کر دیا بالکل شفق گوں چادر مہتاب کو

کون ہی جو بہر زر ان نکو کرتی ہیں قتل — ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو

دل زر ناب ہی اگر انکی دم بھین نہیں بیتاب — بیکلی ہوتی ہی جیسی ماہی لی آب کو

ہی نہ وحشت مجھسی ایام جدائی میں اونکی — شعر مین بھی ہی بنی دشوار لیتی نام انکی خواب کو

جب بنایا صانع عالم نی یہ جسم زار — نصب چہری پر کیا انکھونکی جا گرداب کو

ہی خلیہ سجدہ کی مجکو تیر استان کی — سجدہ کرتا ہوں تیری دروازی کی محراب کو

بعد مردن بھی نہ پایا چین مجکو زیر خاک — لی لیا صد شکر وہ میری دل بیتاب کو

عقل ہوتی ہی عشق غارتگر کو کیونکر سد راہ — روک سکتا ہی بھلا دربان کوئی سیلاب کو

اسقدر دنیا میں ہی اہل دیانت کا رواج — کس ہو تو باندہی مثل صدف گرہ مین آب کو

عرش تک پہونچا دل بیتاب سوز عشق سی — شعلۂ آتش پر پرواز ہی سیماب کو

زاہدان خشک سب بیدار ہیں لوگ الگ تھا — بیشتر کردیتی ہی زائل ہوس خواب کو

ہیں جو صاحب درد اونکو زہر ہی یا ان عقل — موت کا سامان زخمی کہنی میں ہی آب کو

بن گئی اخلاف جو اشراف ہیں لی آبرو — کیا مشابہ پر فوقیت ہی گوہر لی آب کو

ولہ

نہ جنون میں بھی رکھا بخت نی عریان مجکو — طوق لی جیب دیا دست اما ن مجکو

دیدہ شیر نیستانی ہی نرگس مہیب — یاد دشت بلا ہی چمنستان مجکو

دی میری دلکو وہ ہی بخت سیہ لی آنکھین — یاد جب آتی ہی برگشتہ وہ مژگان مجکو

کبر یہ نفرت جو کری آگہ جو میری جانا ہی — شرم آتی ہی جو کہتی ہیں مسلمان مجکو

لعبت مرنگی جہان وحج بہر کی ہیگی — ای جنون تو نی دکھایا وہ بیابان مجکو

عزم بالجزم عدم کا ہی شب تار فراق
مشغل را ودی داغ غم جانان مجھکو

قدر دان کوئی نہیں کیا ہو میری جمعیت
کر دیا بخت نی اشعار پریشان مجھکو

دولت وصلکی خواہش میں ہوا ہا عاشق
ہاتہہ آیا نہ بخنجر کیچ شہیدان مجھکو

صاف اوس چشمکو سمجھا تہا میں آہو لیکن
پنجہ شیر ہوا پنجہ مژگان مجھکو

ولہ

دو شب تار سی تشبیہ ہی ہماری دنکو
تیرگی سی نظر آتی ہیں ستاری دنکو

رات تا منتظر صبح تڑپ کر کاٹون
اس لیی وصلکی کرتا ہی اشاری دنکو

صبر کر ہجر میں ای دل کہ رہینگی [illegible]
رات کو بوس و کنار اور نظاری دنکو

ولہ

رسا کر اوج حقیقت پر گرون اب عنقا نکو
کہ جاے نردبان سمجہا ہون میں عشق مجازنکو

گرون کسو نکر میں داماں نکہ آلودہ ہر اک سی
کہ حسن پاک ہی درکا ہو میری پاکبازنکو

یہ ہی اقلیم خوبان میں یہہ قدر خضر خوبی
سکندر ڈہونڈتا ہی فرہاد لکا لیکن سنا دیکو

دعا ہی مرگ دی اسکو تیری جور و جفا سہکر
مسیح آیا نہیں ہی ہمارکی جو چارہ سازی کو

اکیلا دل میرا افواج تمنا کی مقابل ہی
الہی کیجیو تو فتحیاب اس مرد غازیکو

ہماری بزم میں کر نغمہ قلقل کا ساماں ہو
زمین پر حور ہو یہان محتسب جیسی نوازکو

نہیں ہی فرق اونکو کچھ سیاہی و سفیدیکا
کرون لب بخبر آب خلقکی امتیازنکو

کہان تہا ای تپ و ہمکو داغ نار بردار کیا
خدا کرتا ہی شرمندہ نمازی بی نیازنکو

وضو سے ہم نے دہو ڈالا جان سے سجدہ کیا ہے
ظاہری عشقمیں ہی تھا گذارہ سجدہ نماز کبھو

اوتر جاوں ابہی دریای غم سے وہ اگر جاہی
ہیں کشتی جا بنا سوں آری تیغ جفا کبھو

اگر خیمہ سے ہی باہر تو میں ہوں آتش سرکش
نہیں سقف فلک بالغ سے کی گردش زنگبو

ولہ

لی بنائی ہی نہایت حسن کی ناموس کو
پائداری ہوتی ہی کم شمع کی فانوس کو

ہی گزر اوس زلف کو سیری دل پر داغ کی
بہاگتی ہیں سانپ جیسی دیکھکر طاوس کو

کہولدی خوب اکبہی ظالم کہ کیسی مرغ دل
دام گیسو میں تڑپتا ہی تیری ناموس کو

کیا تمیز نیک و بد دیوانگان عشق کو
دشمن اپنا کیوں نہ پروانہ کہی فانوس کو

جیسی بنیا نالان لکار دلی ہنو کی عشقمیں
نور ڈالا کہ فردن کی دیر میں ناقوس کو

اشک بہتی ہیں دل پر داغ جلا لی لیا
نالی یاد آئی نہ کیوں برسات میں طاوس کو

اس لیی جہوٹہ بہی وعدہ وصل کا کر جاہیے
تاکہ تسکین ہو لوٹی دم اس دل مایوس کو

عشق کامل اسکو کہتی ہیں کہ قاتل سر سرا
تن سے ہوتی ہی جدا دیدواتی پابوس کو

فرقت زندان میں تن سی روح کو حط رحم
یوں رہائی ہی وبال اوس زلف کی محبوس کو

کوئی راز عاشق و معشوق سی محرم نہیں
وصل کب ہی بزم حسن و عشقمیں جاسوس کو

ہو گیا رسوائی عالم میں تیری عشق میں
سنگ پڑتا ہی میں شیشۂ ناموس کو

مثل عالم میں ہوں وہ شمع جنکا داغ سر
مثل پروانہ جلادی چرخ کی فانوس کو

کیوں جدا اوس مصحف رخسے دل اپنا داغ ہی
رکہتی ہیں اکثر مصاحف میں پر طاوس کو

دل اگر فارغ نہیں ناساز سی سازش طی
عیدکی دن رنج ہوتا ہی قیدی محبوس کو

جسنے ان کا فرقتوں کو وصل میں پہی ہی محال
جب نہ تب نالان ہی دیکہا دیر میں ناقوس کو

نپٹ ہی سچ تیغ کامل سی اگر رکہتا ہی روان مکہ
روان ہو جبہ بندی خاک سری کوی جانان کو

خود عری صدائی ہی لگا ال غبار کو لگد سی
صدائی ای صنم یا مرلا جنت سی شبستان کو

کہان گلگشت کی طاقت نقاہت سی مجہی لگ
کوئی جہو لگا صبا کا لیجلی سیر گلستان کو

جنون کی جگہ دی روز ازل زنجیر یا لے
گریبان صبح کو تخا دیا دامن بیابان کو

ہم ای چرخ ہر سوں زرد ہی ہیں درد دن رنسی
نہ دیسی بہر خدا ظالم دہان زخم خندان کو

ہزاروں صدمہ جانگاہ ہیں بین ہمن مرتا
کہوں اب آب حیوان ظلمت شبہای ہجران کو

اثر باری دکہایا بعد مدت میری زاری نی
کرایا سبز ہر سبیل اشک نی دیوار زندان کو

مقابل اوس پریکی ہو لگی ہی پر دار البسکی
کہ میری ہوش لی تہی رکہا تخت سلیمان کو

حیا خالق کی کی بعد اخوبیری یا کوکی خاطر
بنایا تیری ہونٹو نکی لبی خار معلبان کو

ت کی تہیں منظور معشوقو نکو تماشوں کی
نسیم مصر ہیں کہون بصر بینی جا یا ہی کنعانکو

دلہا کر دوسہی قامت خدائی تہا یہہ کہتا ہی
کیا سمت دسی بعدا خدا لی شاخ مرجان کو

نہ کیو نکار چشم مست یار جوش ہو میری دل کی
کہ ناسج دوست رکہتا ہی ہر ایک میخوار پیمانکو

رہا کر شغل رونیکی ہوس باس چشم گریان کو
کرو لگا بعد مردن کی لب انکو غربیان کو

نہ بلبل سا نہ گلشن میں جو اوس سرو خرامانکو
کہ سرو چراغان آہ کی سرو چراغانکو

کی نسخہ عاشق سحر لا کہوں ہیلی میں مبتلا
جبہ بابل کہوں کیونکر نہ اوس چاہ زنخدان کو

سمجہا ہوں ساتھی آنکی میں نظر بساط اکثر
ہیں رد یا ابر ساں برسوں نہ دیکہا لعل خاں کو

ہوا ہوں ناتوانی سی یہہ عاجز جانک لگی ایسی
کہ یا ہیچ طرف لائی جانا ہو مشکل بیابان کو

ولہ

دانہ ساں ہر ذرہ رنگ بیابان سبز ہوگا
ابر نیساں تخم امیدی اگر جہاں سبز ہوگا

قمریوں کو ہوا گر پروانہ عشق کا خیال
سرو گلشن کی طرح سرو چراغاں سبز ہو

لخت دل غنچوں سی پیدا ہوں بجائی برگ گل
گر مری اشکوں کوں پانی سی گلستاں سبز ہو

برگ گل ہر کان پردہ کر دن کلہا تک سبھی
گر مری آہ کی نوائی عندلیباں سبز ہو

تخم بازی ہر دل پر مژدہ کو ہی آوارگی
آبحیوان سی جدا ونہ نیستاں سبز ہو

اہک خونی میں ہو جو دانہ دزاد تخم
گر مری ابر مژہ سی کشت دہقاں سبز ہو

مرہم زنگار رکھہ میری تن لاغر پر داغ
سی طلسم تازہ کر سرو چراغاں سبز ہو

عکس گل سی ہی شراب لعل گوں ہر جام میں
کیوں نہ مینا کی طرح سرو گلستاں سبز ہو

فیض ظالم سی نہیں ممکن نہیں نیز ظلم
آب خنجر سی بھلا کیا کشت دہقاں سبز ہو

ولہ

تشنگی ہی گر میرا حلق ای سکندر خشک ہو
آبگینی سی چشمۂ حیواں فرو تر خشک ہو

باد کا دامن ہو آتش میری نفس سیاہ
چشمۂ خورشید سان لبریز ساغر خشک ہو

بخت بدلی آب دریا کو کیا رنگ دل
میری قسمت سی ہوا وا آب گوہر خشک ہو

کیوں نہ پانی جان تن یا وسکی حوادی وقت مرگ
تشنگی ہوتی ہی تو لب نیز باد خشک ہو

شبنم افشانی ہی استر آتش خورشید حشر
لالہ دوزخ سی یہ میرا دامن تر خشک ہو

چار باغ جسم میں ای آنجہری اشک آہ
نخل ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہو

جسم نرگس کی ہی داغ جنوں سی کیا ضرر
تابش خورشید سی گرداب کیوں ساغر خشک ہو

میری انکھیں روتی ہیں کہا سی افسوس کی
آہ ہم تر ہوں لب آں ہمسر خشک ہو

ولہ

عاشق جانباز ہوں یا دسکو خنجر ہو یا نہو
رات دن نالی مجھی کرنا اثر ہو یا نہو

قتل کرتی ہی مجھہ اسی خموشی یار کی
ہی دہن یا تنگ ورگ رگ کو کمر مو یا نہو

ولہ

یون خجل کرتا ہی وہ رشک قمر آئینی کو
زشت رو ہو جیسی یا دم دیکہا آئینی کو

یون سپر آئینہ دل کو مت دیدی تیغ نگاہ
دوست رکہتی ہین حسین ای فتنہ گر آئینی کو

جہونکتی ہین خاک چشم خود نمائی ہین جو لوگ
اونکی محفل مین نہین ہرگز گذر آئینی کو

ہی دل نازک پر احمال حرف سخت ثقیل
سنگ کی آگی کیا مثل سپر آئینی کو

داغ رکہتی ہین کدورت جو کہ ہین صاحب نظر
زنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینی کو

گر صفا ہی دل مجھی منظور ہی کر صبح دم
دم سی ہوتا ہی ارے غافل ضرر آئینی کو

دیکہتا ہون قبضۂ آئینہ رخسار کو
ڈہونڈتا ہی ایک جہان ہاں وہ نظر آئینی کو

زار ہون اب کہ عکس آتا نہین او سیمتن
دیکہتا ہون خوب ہاتہ مین اگر آئینی کو

ولہ

تب بڑا ہی کہ اکہتا ہو کہ اب یار بہی ہو
نہ بادہ بہی ہو اور نہ شب تار بہی ہو

یا خدا وقت تو قدم رنجہ کری یار میرا
دل کمبخت الہی کہین بیمار بہی ہو

ای وہ ان آنکہو وہ حال سنا ہی جسکو
تاب رفتار بہی ہو طاقت گفتار بہی ہو

ولہ

ہین اشک میری آنکہو نہین قلزم سی زیادہ
ہین داغ میری سینہ انجم سی زیادہ

شور فرنگی کرتا ہی زرد نہین وہ باتین
ہی لطف خموشی مین تکلم سی زیادہ

تہا اور بس گل خندان کہ چمن مین جو ہنس دیا
غمگین ہوئی غنچہ تبسم سی زیادہ

جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین
کرتی ہی یہہ ظلم اور تظلم سی زیادہ

پہنچی نہ میں سو مرتبہ میں مرگ کی جانب ہون — ہی قلقل مینا میں مجھی قسم قسم زیادہ

بھر جاتی اگر بادہ ہوا ہو نہ تکرر دن تن سی — میخواری میں ہی ظرف میرا خم سی زیادہ

ہر نہر چمن بار ہی از در سی ہی افزون — ہر گل ہی میری جان کو گردم سی زیادہ

ہمہ رقص سی بہتر ہی پریرو تیری رفتار — باو گلی صدا لگہ ترنم سی زیادہ

تکلیف تکلف نہیں کیا عشق لی آزاد — ہوتی ہی سر سوز بدہ میں قائم سی زیادہ

معشوقوں سی اسد وفا رکھتی ہو ناسخ — نادان نہیں دنیا میں کوئی تمسی زیادہ

ولہ

نہ ملا کہ عدم کا جو کوئی یہان ہمراہ — لی لیا ہم نی غم فرقت یاران ہمراہ

گو اسیر قفس غنچہ صبا دم ہون میں — جو بس گل نکہت سی رکھتا ہون گلستان ہمراہ

ہو لگا آزاد نہ صحرا میں بھی ای وحشت دل — ہی سیہ بستہ زلف کا زندان ہمراہ

خشک تنہا ہم ہی نکہت کسی بھی مجھی — پاؤن بر بر کی ہوئی خار مغیلان ہمراہ

ہو جرس کا دہن وا شدہ گوش شنوا — سو نہیں جس قافلی با دل نالان ہمراہ

ولہ

کعبی کا ارادہ نہ کلیسا کا ارادہ — یہان ہی وہ ارادہ جو ہو مولی کا ارادہ

یوسف کو اٹھا لی ہی آغوش میں سی — اللہ ری تاثیر زلیخا کا ارادہ

انکھوں نظر آیا نہ مجھی گر قد جانان — آہون لی کیا عالم بالا کا ارادہ

بتقتل کی رابر ہی میرا تیغ شناخت — پورا جو ہوا خون تمنا کا ارادہ

کو نہو عزم جہان دگر اب کیون — بیٹھو رہو امر دم دنیا کا ارادہ

ولہ

فوج غم سی ہو گیا ہون گرفتار رسن گیا — دام گیسو مین پھنسین ہی دل میرا گلشن کی
پردہ ہای چشم پردی مین در تحصیل کی — وزنہ پری پیکر دل صد چاک کی جالیون کی
ہی ادہر تکلیف بیجا تجکو ای برق بلا — داو نکی جا تو وہ آتش میری خرمن مین ہی
کیونکر اودیسر مین اوڈہاؤن منت جان حق — یار سر کی بہی کہان طاقت میری گردن مین ہی
فاتحہ جا جا کی پڑہتی ہونگی یاران وطن — ہم کفن مین مین یہ جانین گو وہان مدفن ہی

وله

پہر بہار آئی کف ہر شاخ پر پیمانہ ہی — ہر روش مین جلوہ باد صبا مستانہ ہی
ہر ہولی مین عیان ایک لغزش مستانہ ہی — گردش چشم غزالان گردش پیمانہ ہی
رنج اوٹہاکر بہاگتا ہی پہر بہا دنیا بیوفا — شمع ہی تو ای ستمگر دل میرا پروانہ ہی
کعبہ مقصود کی محراب ہی شمشیر یار — تیرا ابرو میری سر سی سجدہ شکرانہ ہی
سلسلہ ہی مجکو تصور گیسوئی سنبل رنگ — نسخہ غور شنیدہ بہی اکنیا آمو سی بیگانہ ہی
ہو رہی نہایت سیہ باغ ای آرزو کی شی — شور نخچہ مجکو شور قلقل مینخانہ ہی
مست ہون ایسا کہ دی باد صبو صبح حشر — آفتاب اوسکا میری نظرون مین اک پیمانہ ہی
شکلین اس آئینہ خانہ مین نہ ارزانی عیان — پر نہین معلوم اوسکا کون صاحب خانہ ہی
آتش داغ جدائی کی جو مضمون مین لکہا — شمع ہی مکتوب مرغ نامہ بر پروانہ ہی
بید مجنون ہی میری تربت اوگی یا ہو یا حکم — استخوان سوختہ میرا جس سگ نی وہ دیوانہ ہی
زینت صحن چمن ہون بہیجی گا بشتا دکی — چغد کی مانند مجنون سا کوئی ویرانہ ہی
ہر کسی کی کی فریب دوستی مین دشمنی — میری شمع گور پر موج ہوا پروانہ ہی
ہاسنج اب چشم نظارہ کو تشہ دار یعنی — دیکہی یہہ ماجرا اک خواب کا افسانہ ہی

وله

فرق ایجاد نہ آئینے میں اور تیری سینے میں تھا
وصف ہی پرکھ نہ یہ رنگ اپنی ہی

ای پری پیکر نہیں ہی یہ نشینوں کا یہ نشان
عکس میری دونو آنکھوں کا تیری سینے پہ ہی

ولہ

یہ آدمی ہی کہ برسوں بحال رہتا ہی
وگرنہ مادہ کو ایک سب بحال رہتا ہی

یہ تھک رہا ہی میرا جسم آتش غم سی
کہ طوق ہی میری گردن میں لال رہتا ہی

کبھی نہ آئینہ دیکھا پھر خود آرائی
یہ بے مثالی کا اوسکو خیال رہتا ہی

ہوا ہوں خال رخ یار دیکھکر حیران
سیاہ داغ کیونکر رکھال رہتا ہی

ہی فیض خاک نشینوں سی سر بلند وہکو
کہ سبزہ پانی میں کی برہال رہتا ہی

یہ رنگ سینہ خراشی میں ہی نہاں ناخن کا
کہ جیسی سرخ شفق میں ہلال رہتا ہی

نہ ترک صحبت احباب کیجیو ناسخ
کہ جو برگ شجر پائمال رہتا ہی

ولہ

مسند معجزات کا ہر چار طرف جو روش ہی
اپنا جو فیض باطنہ منتظر فروش ہی

لکنہ ہوا ہوں ناتوان زندگی لگتی ہی گران
تن سو بلای جان ہی بار سر سو بال دوش ہی

آمد خط ہی جان رخ جان لیو ہی کہ نکلتی ہی
خار ہیں جا بجا کی گل عیان بخش بجای گوش ہی

وکر نہ آئت بیان کیا ہی چمن کی در بیان
سوخ نسیم ہی زبان گل سو برنگ گوش ہی

ہستی قبول ہی بجا حضرت میر درد کا
حسن بلا جسم ہی نغمہ دبال گوش ہی

ولہ

کاوش آزار فرقت سی یہ میرا حال ای
حلقہ بن کر جسم پا بی مور میں تنہا ای

گھر میں میٹھی یار کو جو جا ہی پاؤں سو خبر
جب ملک خالی میں آئینہ ہی پی تنہا ای

پاس نے بخشی ہی مجکو رنج نقصان سی نجات
برق غمگین ہو جو کشت آرزو پامال ای

آتش سخن خرد حیرت ہی خشک ہر شاعر مضمون نا سمجھ | کہ عجب گرمیٔ اشعار کا دفتر جل جائے

ولہ

وادیٔ ایمن سے ہے وادیٔ پرانوار ہی | آنکھ ہے جس غمزے کی گویا چراغ طور ہی
منع کیا ہی مے پرستی کس کی چشم مست نے | غنچۂ گل کی گلابی تک جو چھلکا چور ہی
شکوہ کی عادت نہیں ہمکو غم فرقت سے عبث | ہر شب دیجور یہاں نظر و نہیں لطف تور ہی
وقت نظر آتا ہی ہمکو آفتاب صبح حشر | اے سرافیل اپنی آگے لے یہ ترا صور ہی
یہاں مرگ و ہش توانائی عالم میں نہ تھا | آج جسم ناتوان کیوں خار پائے مور ہی
ہے معنبر زلف اوسکی روئے آتشناک پر | کوئی جو کشش دنیا سے دو دامن شمع میں کافور ہی
ملک گئی سب یہاں ہزاروں جا لگیں رعنائیاں | کب ہی نادان کہ اپنے حسن پر مغرور ہی
ہو گئی ہیں یار نہیں سے ہمارے تیر آہ | جو نظر آتا ہی چشمہ کوہ پر ناسور ہی
دی اسی کو کوٹ گویا مجھا تو اپنی دوریہ | شیشۂ دل میری پہلو میں جو چھلکا چور ہی
یار اگر پاس او لگے مجھ پر قیامت ہو گئی | حیرت ہی دو دستوں خورشید چھلک دور ہی
تنگ آکر جب کہا میں لی کہ مرجاؤں گا | ہر کہاں سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہی
کر تماشائے جہاں سے بند آنکھیں اپنی | دیکھنا اوسکا اگر اے شیخ تجھی منظور ہی :

ولہ

قیامت ہے کمال جلوہ رفتار دلبری | سواد سکہ نقش پائے بچۂ خورشید محشر ہی
نجات اے نامہ گر اوس کا ہمیں جان کا ڈر ہی | کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہی
نہ راحت زندگانی میں نہ بعد از مرگ آسائش | حیات و موت بیمار محبت کو برابر ہی
قیامت کیوں ہو جسم جو مرا آسن قاتل | صفائے بے عدد یمین ہے صبح محشر ہی
فراق یار میں سب جزو تن ہی دشمن جانی | میری اعضا میں ہر ہر استخوان مانند خنجر ہی

دیگر ۹

ایک قطرہ شبنم ہوا تھا تخم سبزی نکری جیسکہ
یا دو کے گلگون ذاتی یار میں زہراب ہی

ولہ

بہاں سی عندلیب خوش الحان خموش ہی
عالم خندہ و ز آہ و زلف کا خروش ہی

کوئیساں لون کی کلام سی محفوظ ہی جہاں
جیسی کا ہم طور معلی خموش ہی

ولہ

سو قصرن سی بہتر ہی کہانی سہری ونگی
بس اسکو نواز کہان زبانی سہری ونگی

ہر نالی میں بہان نکری جگر ہوتا ہی بلبل
اسان نہیں طرز اور انی سہری ونگی

ہوتی ہی شہید ایک نہ ایک روز تمنا
سو خوف ہم کیا نہ یہ جوانی سہری ونگی

ہری میں ملتا ہی جو کم بس کو ہی محبوب
کرتی ہی دہن جو دیوانی سہری ونگی

تقسیم کی پارہ دل نرم نہان میں
ہر ایک کی ہی پاس نشانی سہری ونگی

مانند ترنج اسبہ جہری یا بہری ہی غم نی
ہی کہہ خبر ای یوسف ثانی سہری ونگی

ہی ابر تو کیا جا ہی فلک کو بہی جلا دی
بجلی میں کہاں شعلہ فشانی سہری ونگی

زلفون نی کیا قید نہ ابرو سی کیا قتل
تہی کہ کوئی بات نہ مانی سہری ونگی

یہہ بار غم عشق سما یا ہی کہ مانند
ہی کوہ سی قد خم کرانی سہری ونگی

ولہ

خاک اور اتی کیا جنگل میں آوارہ مجھی
عشق سی جیپ گرد باد و دامن صحرا مجھی

سو جہیں کیون عالی نہ مضمون قد بالا مجھی
فکر میں رہنی ہی سیر عالم بالا مجھی

ہو کیا مانند خورشید اسکا را داغ عشق
صبح سان جاک گریبان کی کیا رسوا مجھی

یا دوا یا جب کسی رخسار پر یالا مجھی
خود بخود آیا نظر ایک جاند اور یا کہ مجھی

جسکو رہائی ہی تیری زنداں جہاں میں آہ
نام کو اک سرو باغ دہر میں آزاد ہی

ربط مجھی سی عذر ہا ہو نہ خونخوار زبان
غنچی کی کہلنی کی باعث رنگ دلو برباد ہی

سند دل کی مجکو تصویر کس قدر سو روز کا آج
جو تجکو لاہی میری نظر و ہمیں اک شمشاد ہی

جی نہیں مجکا نظر آتا ہے شب فرقت میں آج
گہک ان غبار ہی اور آسمان جلاد ہی

کر الودہ نہ داماں صبا کو بہی گیا
نشت حال اپنی لب ان رنگ گل برباد ہی

قصر تن کی بی ثباتی کا جو آیا ہی خیال
ہر حباب اپنی نظر میں قلعۂ فولاد ہی

شوق گلزار قفس میں میری مرغ روح کو
چار دیوار عناصر خانۂ صیاد ہی

سینہ پر داغوں سی یہاں دام کا ہونا گمان
یاد دل جانان ہی اور اپنی جان صیاد ہی

یہہ ہمارا دل ہی یا ہی ویرانہ ہی یا ہاتم
ہی وہ قید یا شیوہ کو [illegible] یا سنت دی

ہمسر جہاں کا ہی ہوں تواضع سی کہیا ازلی طرح
ہر کوئی سر ہی میری جان کو جلاد ہی

کیا سمجہہ کر کوچۂ جاناں کو پہر جاتا ہی تو
آفت عشق گزشتہ تجکو یا سمجہا دہی

ولہ

یارب مدد طلب ہوں تیری بارگاہ سی
تر مسند دل کی کمال ہی عذر گناہ سی

تیر ازباں ہی مینی سنانی سی ای فلک
جل جائیں لی یہہ خرمن یہ برق آہ سی

تفریق اسی نہی شب فرقت میں ہی مجہی
ہم رنگ ہی رقیب کی روی سیاہ سی

جلد ای سحاب آ ابک ندامت کا اب مدد
دامن ہمارا پاک ہو لوث گناہ سی

لوحی الہ غیر خدا العبد کہ نہیں
پہر نفی کس الا کی ہی لا الہ سی

ولہ

جکو [illegible] کی صف نہیں غم جاناں میں کبہی
کبہی زانو پہ سر اسر ہی گریبان میں کبہی

دعوی صفائی جو تو بھی مہر و درد / سو جو کہ آئینے سی بھی نزدیک صفائی
لیلی کی تصور میں یہہ مشغول ہی مجنون / جو نا تو [illegible] اٹک یا تک درا ہی
تجھ بن یہہ اندھیرا ہی میری انکھوں کی آگے / کہتا ہی [illegible] کو میں زلف دوتائی
خلوت کی یہہ مینج ادیکی کف پا کو حنا / ہوتا ہی [illegible] کو لقین رنگ حنا ہی
گر سودا الماس نہ تہا لون چیزکتا / یہاں پر [illegible] زخم کو قاتل سی [illegible]
ہر دم ہی تمنا کہ کہیں تن سی جدا ہو / تجھ بن [illegible] سر تیری قدموں سی جدا ہی
کہتی جو طویل اسکو سزاوار ہی [illegible] / حسن تیرا اس زلف کا مضمون [illegible]

وله

یہاں نقص و ٹہہ کیا ہی خطا و صواب سی / بہر نماز کیون نہ وضو ہو شراب سی
چہرہ ہوا ہی غیرت گل آفتاب سی / خورشید میں ہی [illegible] دینا کلاب سی
ای چرخ سنگ حادثہ ہم پر سی [illegible] / یار گر اپنا [illegible] سر ہی حباب سی
اوس رو کی آتشین لی دیا ہی یہہ داغ دل / روشن ہوا چراغ سحر آفتاب سی
ہم بوسہ مانگتی ہیں وہ کچھ بولتی نہیں / محروم ہی سوال ہمارا جواب سی
وہ مین تمام دامن صحرا محیط ہو / [illegible] کی جو آستین اہی چشم پرآب سی
جینا فراق کا نہیں ہرگز حساب میں / مدت ہوئی کہ مرچکی ہیں حساب سی
بحر فنا ہی جوشش طوفان سی موج خیز / [illegible] فلک میں اپنی نظر میں حباب سی
سمجھو کوئی فقیر نہ [illegible] خاک در کو / نسبت ہی مجھکو خاک در بوتراب سی
خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہیں / کیونکہ نہ نکلین [illegible] آفتاب سی
کنج لحد میں بہی نہیں فارغ میں ایکدم / [illegible] قیامت [illegible] اضطراب سی

قتل اوسنی مجھکو کر تلوار سی ڈالے — عاشق کو اس سی بہتر کچھ خونبہا نہیں ہی

ولہ

غمزۂ مژگان دلکی حکایت سی بیان کیا کیجے — تیغ سے ان خون سی آلودہ زبان کیا کیجے
مونہہ سی رز دار اشک سی سرخ لہو دم تک — حالت دم ہی عیان اسکو بیان کیا کیجے
ہو سکی یاد الہی نہ اگر ای زاہد — شغل پہر اور بجز یاد بتان کیا کیجے
یار بن جا ہی کیا لگی سموم دم گرم — فصل گل میں چمنستان خزان کیا کیجے
وصل محبوب میسر نہوا عہد شباب — ہوگئی پیری میں اگر بخت جوان کیا کیجے
ناصحا جان کی ہولی ہی ہمیں رکہہ معذور — وہ ادا اور گریبان کتان کیا کیجے
خون بسمل کی اہی اس ناخنیں مقدر ہی نہیں — کوچۂ یار میں اشکونکو روان کیا کیجے
گل سی نہی یار کی میں کان کی پردی نازک — عندلیبون کی طرح شور فغان کیا کیجے
مسلک گوہر سخن اپنا ہی ولیکن ناسخ — دہن یار کی مانند نہان کیا کیجے

ولہ

بسکہ اوضاع نہی آدم سی ہمارا دل تنگ ہی — اکبوان نہی کہتی سی اہمیں اب ننگ ہی
ناموافق ہوگیا اب زمانہ کا مزاج — جس سی نہی صلح کی اوسکو خیال جنگ ہی
مجھسی یہ اپنا جہان رکہتی ہیں گو ظاہر میں قریب — دور باطن میں دل اونکا سیکڑون فرسنگ ہی

ولہ

ایک طفل دبستان ہی فلاطون میرے آگے — کم سن نہ ہی ارسطو کا حق کردی جنون میرے آگے
رشک قد موزون ہی سری مصرع موزون — سجا ہی صفات قد موزون میرے آگے

وحشت میں پھٹ گیا جسدم گریبان سحر
پیرہن میں پہاڑ کر دامان سی گریبان ہو گیا

چلتی چلتی گر گیا اعجاز رفتاری جو خرام
صفحہ زمیں پہ نقش پا کبک خرامان ہو گئی

عکس رخ رجانان سی ہی رخصت بہار
صورت برگ خزان عاشق پریشان ہو گئی

ارمنی نی داغ سودا لیجی ہوی وطن
دود دل اس وحشت سرا میں ہم بھی مہمان ہو گئی

جیتی ہی داغ جنون میں سکہ شاہان حسن
کشور دل میں روان اوس کسی ہی فرمان ہو گئی

حسن جلوہ تھی فرہ و منظر تن کشش گوری تمام
بستہ جوابا و تہہ بستہ خموشان ہو گئی

ستانہ کرلی غیر کو دیکھا تو یہہ نفرت ہو گئی
گیسوی پیچیدہ مکھو ریشان ہو گئی

دل میں جب لایا تصور اوسکو تب کہنی لگا
مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئی

اوس پری کی دیو لانی مجکو جو انکہریں لگی
ایسی آئی یاد میں گویا سلیمان ہو گئی

حسن عالم سوز کیا سعدی زن ہی باغ میں
جیتی تھی مرغ خوش الحان مرغ بریان ہو گئی

رشک کوئی یار سی دنیا میں جیتی باغ تھی
گلشن شد اوسکی نظروں میں بیابان ہو گئی

دیکھی اوس گلگون قبا کی باغ میں جسدم بہار
پھاڑ کر کپڑی برابر دن غنچی عریان ہو گئی

اسقدر وحشت برستی ہی بہری ویرانی سی
رخنہ دیوار سب چشم غزالان ہو گئی

گران میں پی یار کا رقع بر بوج نسیم ؛ ؛
سنکے گل خندان چمن میں زخم خندان ہو گئی

رات دن رہتی ہی نا صبح مجکو ارجو دریکی
او حسن کی پامال رفتار جانان ہو گئی

ولہ

یہہ ضعف ہی دب جادہ میں گھبرا رکی تھی
اجاڑ دن اگر اب بکہ دلو باد تھی ؛

طاف حرم وہ دربیش جو ختم نہ کبھی ہو
جھکتی ہی وہ گردن نہیں تلوار کی تھی

یسین کو سکینہ نیند کا سمجھی وہ فسانہ
راتوں جو نیزا تو سر پیار کی تھی ؛

ولہ

وصل کر دوں ملی جذب دل بیتاب کی
کیسا ہمنی بنائی ہی مگر سیماب سی

دیکھو رات اوسنی کیا ہی کھوئی پیراتے
رات کو ذرہ کر دیا ہی پدری عالمتاب سی

اور سرا اوسکی ذقن پر جب بہرا آب حیا
دور جانی میں نکلی حلقہ گرداب سی

کی میسر رحمت دنیا سی غفلت کی سبب
کون خوش ہوتا ہی بیدار یمن خواب سی

آسمان کی پاس ہے مان عیب پوشی کا نہیں
کیا کسی کا شرم ہو دیں جا در مہتاب سی

اگی افتادگی پائی ہیں کوئی کس فروغ
سرو ہو جاتی نکہتوں بازار آتش آب سی

نالہ دل ہی جرس ناخن غم سی بلند
ساز کی آواز نکلی جسطرح مضراب سی

غیر سی لکوائی مہدی اوسنی ہاتہوں میں شتاب
پنجہ مرکان کو بہی ہمنی رنگا خوناب سی

عدو نہیں کیفدر ہیں کہ رکہتا ہون فراق یار تک
دیکھو بر والی سی صحبت رانکو مہتاب سی

ہو مشغلہ میری دیکھہ کہ مجکو ہوا خوش جنون
کرتی ہیں کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سی

آب تیغ یار پر ہون مضطرب ہیں ابی عقبد
مچہلیان تیغ نات ہول جسطرح دو راب سی

کہاتی ہی ایسی میری محراب ابرو کی فریب
یہ اکہتی ہیں زاہدہم مسجد کی ہی محراب سی

خاک کوی یار ہی مانند میری پیرہن لباس
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخواب سی

ولہ

کوئی پروانہ سی یا میرا دل مشتاق ہی
شمع ہی فانوس میں یا پانچی میں نیاق ہی

زلف کی مضمون سراسر ہیں میری دیوان میں
تار سنبل رشتہ شیرازہ اوراق ہی

کسکو یاد گر لیپٹے چہرہ اس میں کیجے ضعف دل
ایک عالم سی وہ کی فرد مہر طاق ہی

ایک جا ہی حسن میں عاشق کی برگ زندگی
زلف مشکین تاک ہی جہال سیہ تاف ہی

گل ہی غنچہ میں نہان بوسی معطر ہی دماغ
پردہ دلہن ہی لیکن شہرہ آفاق ہی

ایک سی ایکی نظر مسجد کی محرابیں ہزار
الضنم لیکن تیری محراب ابرو طاق ہی

دور ہوں لیکن مفصل ہی عیاں سب حال یک
جیو بتصویر کنف ہی اعجاز ہی اشراق ہی

گرم صحبت ہی سمندر اور آتش کے طرح
ایک دم بی یار تجکو زندگانی شاق ہی

یکتا ملاحا میں ترقی ہی کمال عشق میں
قیس ہا فرہاد ہا سر حلقۂ عشاق ہی

وہ مجنوں ہوں کہ ہر عالم میں لیلی میری شامل ہی
ہر دل نالاں جرس ہی سینہ لیکن محمل ہی

چمکتی ہی لہو للتی میں جب انجار رنگین ہم
ہماری ہاتھ میں خامہ گلوی مرغ بسمل ہی

نہ ہو کی کر اے دفتر دیوان محشر میں
ہمارا نامہ اعمال باطل فرد باطل ہی

دم کلک سخن کو بار نہ ہو جا دور رقم جاری
دوات اپنی غلط ان میں بجا بی چاہ بابل ہی

کبھی جا ہی عالم ہر طرف سی تیری جانب کو
بجا ہی مرکز عالم تیری رجب رگ کامل ہی

نقاب ایسی جھلکتی ہی فروغ روی جانانی
سمجھتا ہوں میں کہ مجھ میں اور سمیں ایک خورشید حائل ہی

پہرا ای عشق تیرے میں نہ تجکو نہ جوانو سی
نہ وہ سن میں نہ وہ دن میں نہ ہم ہوں اور نہ دل ہی

تیری محبوب سی آغوش کوی میں جائے
وہ مجنوں اب ہی کہ عالم او سکا ساحل ہی

ازل سی جانتی ہیں ہم نہیں مہر و فا ہرگز
جہاں میں آج ناش خلق کی تحصیل حاصل ہی

دلیل عقل ہی وارستگی میں عقلا لوسی
کہ سودائی جہاں میں غافل طوق و سلاسل ہی

کہاں ہی باغ وحدت جیسی دلبر باغ عالم میں
شگفتہ رنگ گل میں صاف اور غنچہ دل ہی

غبار خط کمال حسن میں آتا نہیں ہو بہو
حروف اسمہ حسن جیسی نقطہ کامل ہی

کیا ہی مضطرب لیلی کو اب جذب مجنوں نے
کہ نالان دشت وحشت میں جرس کی طرح محمل ہی

ہماری زندگانی ہی فقط شوق وشہادت سی
دم اپنی جسم میں گویا دم شمشیر قاتل ہی

یاد ساقی میں ہوئی یہاں دانہ انگور اشک
سا بیان مژگان تر کان وارث تاک ہی

یوں لگائی حسرت دل صید کا دعشق میں
تکل شاہیں کو سمجھا ہی فتراک ہی

بت صانع ہی میری جنس ہوا دست حیوں
تن بر رنگ غنچہ تنگ از بہر من صد چاک ہی

شہ و شوکت آب شبنم چاہئی تا آفتاب
کون ہی موجود جو آلودگی سی پاک ہی

سالک دل تو ہوا آنکھو نکو تہ سایا ہی کیوں
جسقدر دل دیسی نگہ بہی پاک ہی

جلد باتی ہیں رہائی قید سی زندان عشق
یار میں میری بڑی خوبی ہی جو سفاک ہی

داغ دل کی یہاں وہ شعلی ہیں کہ جنکی سامنی
منجہ خورشید اک مشت خس و خاشاک ہی

یہہ بہو تا تو زمیں شعر ہی ہوتی نہ خلق
اس لئی ناسخ جو مداح شہ لولاک ہی

ولہ

سجدہ نہ ایک میں نی ای یار توڑ ڈالی
سو برہمن نی تجہ پر زنار توڑ ڈالی

گلشن میں اوسی میری خور مرمی سی گل
بلبل نی شاخ گل ہی منقار توڑ ڈالی

انکار وصل سی تو وعدہ خلاف کرنا
توڑی تو آس میری ای یار توڑ ڈالی

وحشت زدو بہر و آب لی گہلی پا برہنہ
تلوون سی میں نی نوک ہر خار توڑ ڈالی

مجنوں کی وحشتوں کا عالم میں جب ہوا غل
زنجیر میں نی اپنی ناچار توڑ ڈالی

ولہ

ست ہی عالم میری اشعار کی تاثیر سی
تن اعضا ہی سلگتی ہی میری تقریر سی

خالی ہوں شعرا بہی کیا زمین کی تاثیر سی
خون ٹپکتا ہی دل مجروح کا تقریر سی

سرو قد اوس نوجوان کا بن ہی مجہہ ادا کو
شجرۂ ملعونہ نا مکون زاہد الیس میری

خاکساری سی بشر کی قدر ہوتی ہی فزوں
جس طرح مس کو بنانی ہیں طلا اکسیر سی

بزم کرتی دل ترا عشق کہو دنیا نہ عقل ۔ کرتی مین تہہ کو پانی تشنہ کرتی ہی
غم بہہ سیماب کی مانند بی تابی رہی ۔ لمہ نہ ہو کی خاک اپنی بعد مرگ کمتر ہی
ہی ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی نہی ۔ لکہنو مین آئی کی روح علی کستمہ سی

ولہ

جنکل کلائی جسکی ہو سمرن کی بوجہہ سی ۔ مارا وسکو گل کا لمہ نہین سومن کی بوجہہ سی
کانٹا نکالی پانو سی کیونکر وہ ناتوان ۔ رعشہ ہو جسکی ہاتہہ کو سوزن کی بوجہہ سی
دامن اگر نہ تہہ محشر سنبہالتا ۔ چلنا محال تہا اوسی دامن کی بوجہہ سی

ولہ

بیان ہوئی نہ تب غمکی داستان ساری ۔ زبان شمع میری جل گئی زبان ساری
جو میری شکوی کا اے گل کبھی ہو مجھکو گمان ۔ برنگ خار میری خشک ہو زبان ساری
اثر زیادہ سخنور سے ہی رکہتی ہین ۔ یہہ میری کاکلی نالی کی مجہلیان ساری

ولہ

لازم جواب نامی کی خط یار ہی ۔ قاصد کا سرع مین بہی مجھی انتظار ہی
انداز خندہ ہی میری خمیازی سی عیان ۔ اب تک شراب عیش کا مجھکو خمار ہی
اقلیم حسن تیری جمو نشان ہی یار بن ۔ ہر دو نظر مین جو داغ مزار ہی

ولہ

فلک روتا ہی ساقی جب کبہا اگر برستی ہی ۔ کہ ہستی ہی ادہر جام اودہر برق ہستی ہی
کسی کی آلی خم لیونکر ہو گردن اہل جوہر کی ۔ کہین شمشیر فولادی کو دیکہا ہی لچکتی ہی

ولہ

بتون کی عشق مین یہہ دل مدام روشن ہی — چراغ دیر سی بیت الحرام روشن ہی
وہ بام پر نہین ہر چند پر تصویر ہی — عیان مطلع خورشید بام روشن نی

ولہ

کوئی قطرہ اب آنسو کا نہین آنکھون مین آتا ہی — ہوا ثابت کہ میرا زخم دل پانی چراتا ہی
جلاتا مارتا عاشق کا اک کھیل ہی اوسکو — پتنگ تر دہر دم مارتا ہی اور جلاتا ہی
فقط لی یار کہرین جی ہی کیا لگتا نہین آ دیا — ہماری روح کو بہی خانہ تن کاٹی کہاتا ہی
کیا مجروح کسکی خنجر موج تبسم نی — میرا ہر زخم گلشن مین کلون کی منہ چراتا ہی
محبت سی نہین وہ ذکر کرتا غیر سی میرا — عداوت ہی کہ میرا نام اوس لوگو سناتا ہی

ولہ

تسم

تیری خاطر سی بہی نازک ہی میرا دل پیارے — اور کیا یہہ تو نہین ناز کا حامل پیارے
ان تلون مین نہین ہی نام کو بہی لو یا تیل — روکہی ایسی ہوئی ہین یہ جیسی تیری بل پیارے

ولہ

جب سی ہی مجروح گل رنگ دل — ہی فغان سی مرغ جوش آہنگ دل
مین بہی دیوانہ ہون کچہ پروا نہین — ای صنم میرا اگر ہی سنگدل

ولہ

صدمہ اوٹہی کا جیسی غوغای زاغ کا — ہو نہ بد ماغ نغمہ سرایان باغ کا
صدمہ نہ پہنچو کہین ای موج بوئی گل — ہٹ جا ہی کا ابہی میرا پردہ دماغ کا

رباعیات رباعیات

سمجھی ہین برابر علی ذی شان — ہر ایک سفیہ کو جو اگستہ نادان ہ
تمیز نہین ہی نیک و بد مین انکو ہ — ہی جیسی کہ مس کو شہد و نجاست یکسان

رباعی

غیر دنیی جو مرضی کو بہتر سمجھا
کبھی نہ اوس آشنا کو بہتر سمجھا
معلوم ہوئی خداشناسی اوسکی
شیطان سے جو خدا کو بہتر سمجھا

رباعی

کرتی فرزند قدر بستر خاموشی
ترغیب کو کرتی ہی ہنر خاموشی
ہو مردم چشم سان سراپا بینا
انسان سے ہو سکی اگر خاموشی

رباعی

ہی آنکی محل صوم ہجر جانان
تر دم مجھی کہاتا ہی غم زہر چکان
کیا دیکھوں ہلال رمضان تیغ کی ساتھ
ہی تیغ میری جی کو ہلال رمضان

رباعی

آتے رمضان میں جو بہوش آتا ہوں
جاتی سحری خون جگر کہاتا ہوں
ہی یار جو افطار کا وقت آتا ہی
بہر آتی ہیں اشک آنکہون میں پی جاتا ہون

رباعی

جیسی رمضان کا نظر آیا ہی ہلال
ہی اٹھہ پہر اوردہی جانان کا خیال
افطار کا ہوش بیخودی میں ہی کسی
رکھتا ہوں فراق یار میں صوم وصال

رباعی

سیر گے دہر میں اصحاب قلیل
ہوجی سے سلسلہ ہو سو کی قبیل
کی راہ عدم کی سب نی ہو کر سنر آب
دیکھی تہی قضا کی آب آہن کے سبیل

نوایخ تواریخ

جہان

جهان تیره گردید مانند گور	چو شد دفن سلطان عالی جناب
رقم گشت تاریخ این واقعه	نهان شد بزیر زمین آفتاب

سنه ١٢...

رباعی تواریخ

والدین زین جهان رحلت نمود	یا اله العالمین مغفور باد
گشت ناسخ سال تاریخ وفات	یا رسول هاشمی محشور باد

سنه ١٢٠١

رباعی تواریخ

غنی سوال کی جو با نجومن کو	ہوا کشمیر کا عازم لگا یک
ہوئی تاریخ ناسخ این سفر کی	سفر کشمیر کا ہووی مبارک

سنه ١٢١١

تواریخ رباعی

اوٹھہ گیا ہے سوز دنیا سنی	ہای صاحب کمال واویلاه
سال تاریخ ہی یہی ناسخ	شاعر بی مثال واویلاه

١٢٤٣

تواریخ رباعی

بممدوح ذیقدر فیاض دوران	خدا داد فرزند با دا سلامت
پی سال مولود مسعود ناسخ	بگفتا بود صاحب جاه و ثروت

تواریخ رباعی

این بیگم با عفت و عصمت یارب	در خلد با و لا د سیمبر باشد
تاریخ وفات او نوشتم ناسخ	با مریم و آسیا بحشر باشد

١٢٢٠

روز مسعود جناب والا

ریخت تاریخ بخانش ناسخ	نیست جای شرف و مجد و علا

ریخت چون رنگ مکان دلکش	زور سعو و خباب والا
گفت تاریخ بنائیش ناسخ	نیست جای بشرف مجد و علا

تاریخ

نباشد گنبد بر قبر پر نور	که شمسش از شمسه آن در حجاب است
برای سال تاریخ بنائیش	نوشتم این برج آفتاب است

تاریخ

گویم بروی جاذب جنت هزار بار	لاریب رشک قصر جنانست این رواق
تاریخ از برای بنای مبارکش	ناسخ نوشت جنانست این رواق

تاریخ

محفوظ باد تا قیامت ز حادثات	مانند گنبد بنا رقم شده جای نظیر
زیر فلک چو نیست مکانی نظیر آن	سال بنا رقم شده ماوای بی نظیر

تاریخ

چو نمود نواب ذی جاه شوکت	برای سکونت بنا قصر عالی
پی سال تاریخ تعمیر این قصر	بگفتا خرد خنده قصر عالی

تاریخ

چه منظر خجسته بنا	که ز قصر سپهر شد اعلا
سال تاریخ این مکان رفیع	هاتفی گفت منظر والا

۱۲ ۳۸

تاریخ

مهر روشن دل روشن دل	کرد تعمیر خانه روشن

سال تاریخ این بنا ناسخ ٭ کرد تحریر خانهٔ روشن

۱۲۰۱۲

تاریخ شاعر

مونس جان حزین دشت بلا حیرت آه ٭ اوٹھ گیا سوی عدم چھوڑ کی ہمکو تنہا

کلک ناسخ نی لکھا مصرع تاریخ وفات ٭ آج تنہا گیا دنیا سی عدم کو تنہا

سنه ۱۲۲۲

تاریخ

ماتم نور رشک ماه تها داد ٭ بر دل مهر داغ هم چو قمر

سال این ماتم قیامت زا ٭ کلک ناسخ نوشت داغ جگر

سنه ۱۲۴۰

تاریخ

انداخت چو طرح مسجد عالیشان ٭ مخدوم و مطاع قبله ام روز سفید

تاریخ بنای آن نوشتم ناسخ ٭ دیگر زمین بیت المقدس گردید

۱۲۴۰

تاریخ ضریح سیمین امام باره مرحوم قمر الدین احمد خان بهادر [illegible]

دلبر بهرا و ولد ار علی ٭ کامل اندر اجتهاد و اتقا

ساخت چون مسجد شده تاریخ آن ٭ مسجد اقصای ثانی شد بنا

تاریخ

بخلوص عقیده ساخت ضریح ٭ حاجی کعبه در حسنین

بهر تاریخ این مقام طواف ٭ گفت دل روضهٔ امام حسین

۱۲۰۱

تاریخ

بهر سال بنای این مسجد ٭ فکر کردند جمله اهل زمین

کز آسمان ندا آمد ٭ سجده گاه محدثان ست این

دیگر

تاریخ

اول ز جهان گذشت چون مهر سپهر	شد بعد ازین هلاک چون مه وختر
تاریخ غم نخست شده داغ جگر	تاریخ غم دگر شده داغ جگر

سنه ۱۲۰۱

تاریخ

چون محمد علی بعین شباب	ناگهان گشت مایل فردوس
ریخت تاریخ او نوشت از قلم	آه گردید داخل فردوس

سنه ۱۲۰۹

تاریخ وفات مولوی مخدوم مرحوم

سید مخدوم از جهان رفت	گفتند بزرگ و خرد صد حیف
تاریخ وفات گفت ناسخ	مخدوم زمانه مرد صد حیف

سنه ۱۲۰۹

تاریخ

کبهی دیده گردون نے جیسی دیکها	گئی وه صاحب عصمت زمین کے پردے میں
تهی بسکه صاحب عفت هوا یه سال وفات	نهاں هے صاحب عفت زمین کے پردے میں

سنه ۱۲

تاریخ

صبغة الله چو رفت ازین عالم	عالم از این نوید خرم شد
شده تاریخ ترک آن ملعون	ملعون داخل جهنم شد

سنه ۱۲

تاریخ

خورشید طلعت شد نصیب گریان	ماه مبارک الحمد لله
فرمود هاتف مصرع تاریخ	ساعت بساعت افزون بود جاه

سنه ۱۲۰۹

تاریخ بنای ماره دای تاریخ معتمد الدوله بهادر

۳

مصرع تاریخ ناسخ نی کہا ۔۔۔ کہ سی ہندوستان کا شاعر ہوا

سنہ ۱۲

تاریخ

شد ز جہان میر محمد تقی ۔۔۔ داغ ز بی مہری اہل جہان

ناسخ تاریخ وفاتش نوشت ۔۔۔ وا ویلا مرد شہ شاعران

سنہ ۱۲۰۰

تاریخ

جہان سی سوی دار السلام جب چلی ۔۔۔ تو نکلی سنتی ہی بی اختیار دلسی برہ آہ

خیال آیا کہ اس سانحی کی جا ہی تاریخ ۔۔۔ کہا خرد نی سوی اہی میر فتح علی شاہ

تاریخ وفات نواب معلے القاب خدیو عرش سریر وزیر نواب یمین الدولہ بہادر

نواب بادشاہ شنش چون وفات یافت ۔۔۔ دل داغ گشت و چشم پر آب جگر کباب

رفتم بفکر چون پی تاریخ این الم ۔۔۔ ہاتف بگفت آہ شدہ لکھنؤ خراب

سنہ ۱۲۰۰

تاریخ

مہر رای چو کرد این قصر بنا ۔۔۔ بر عالم گشت ظاہر انا جنان

ناسخ نوشت مصرع تاریخش ۔۔۔ نازل گردید قصر جنت بجہان

تاریخ جشن مرزا صاحب والا مراتب تاریخ مرزا فخر الدین احمد خان بہادر سنہ ۱۲

الہی تا صد و سی سال ہر روز ۔۔۔ فزون این شوکت و شان تو بادا

شود ملک جہان زیر نگینت ۔۔۔ روان چون باد فرمان تو بادا

چنینم باد تا دو خدا از خیل انجم ۔۔۔ زکیوان بر تر ایوان تو بادا

بماند تا بجا این قوت نطق ۔۔۔ زبان با ثنا خوان تو بادا

ہمیشہ سبز گشت آرزو تم ۔۔۔ زفیض ابر احسان تو بادا

[illegible]

لوی

تاریخ تعمیر مکان سقله

گو کسی طرح محل انداختہ	گون خود را نابدانش ساختہ
خشت از گور پدر اندوختہ	استخوانش بہر آہک سوختہ
بہر گِل خاک لحد را بیختہ	آبروی خویش در وی ریختہ
گرد نقاشیش کار رنگ رفت	خون حیض مادرش نمود صرف
سال این بنا دلی بیناد و زشت	خامہ ماتم خانہ مالک نوشت

سنہ ۱۲۸۴

تاریخ

بسکہ بر مرد دم از رگ غنچہ	سیکلوں شد کف دست از صدمہ
گفت تاریخ وفاتش ناسخ	کہ بہ گشت از صدمہ

تاریخ تولد فرزند استادی و مخدومی جناب سید وارث علی دام ظلہ العالی

یافت چون مخدوم ما وارث علی	پور خوش اقبال از فضل الہ
گفت تاریخ تولد [illegible] تقی	روز جمعہ بست و سیوم شوال ماہ

سنہ ۱۲۰۳

تاریخ

میر حیدر علی چو یافت وفات	زین مصیبت دلم شدہ نالان
گشت تاریخ این غم جانکاہ	بود الوداعی محرم رمضان

سنہ ۱۲۰۲

تاریخ

میر باقر کہ بود مومن پاک	روح او را ملک برضوان برد
بود چون واعظ زمانہ خویش	گفت تاریخ آہ واعظ مرد

سنہ ۱۲۸۴

تاریخ

سیر رای باغ که شمیم خلقش بگل رسید — جنت عیان نمود ازین باغ در جهان
تاریخ بهر این چمنستان حسن و عشق — رضوان طبع گفت گلستان بی خزان

تاریخ مجلسرای جناب محمد وحی دام افضاله سنه ۱۲۳۰

حبذا قصری که زیب گلشن است — قصر خلد از گلشن باشد بجا
گلشن از نور تجلی ریختند — مهر و مه سازد غبارش توتیا
نوره بهر اینش خورشید ساخت — بود البش صافتر از آب بقا
زنده دل اینجا شود هر مرده دل — چون دم عیسی اثر دارد صبا
چون نبود از هم سعادتها که هست — همچو محبوبان سراپا دلربا
بارها پای نگه لغزیده است — انقدر آئینه گی دارد صفا
خوبی نقش و نگارش در جهان — نقش چین را گرد نقش بوریا
گلشن کشمیر با مینو باغ آن — جنت الفردوس صحن فضا
باد ثابت تا ثبات قصر چرخ — از حوادث حافظش باشد خدا
بود فکر سال تاریخش بدل — گز فلک آمد ندا عشرت سرا

سنه ۱۲۳۱

تاریخ

کرد شهزاده وفات خویش خراب — وای افسوس آصف الدوله
گفت سال وفات آن جم جاه — های افسوس آصف الدوله

تاریخ تولد فرزند والا مناقب جناب میر علی صاحب سنه ۱۲۳۱

پسری داد حق بسید ما — فخر می بعز اسعد و که عالم بود
نام آید نماد شود روشن — غنچه اضیا دمکنا تم بنمود

بمقصد دولت سال عیش گشته … صاحب جاه و احتشام بوده
حق نگهبانش از همه آفات … مجلی سینه انام بوده
گفت تاریخ مولدش ناسخ … چون پدر ذاکر امام بوده

سنه ۱۲۳۰

تاریخ

باشی در دهر ابر اعدل … بدخواه تو باد خوار و مهمل
خلعت چون یافتی نوشتم … تاریخش خلعت کمل

سنه ۱۲۳۲

تاریخ

دگر بار سبزهای گلها ز ان شد … گل عیش را رنگ و بو باز آمد
تا نجم به پیراهن خود ز رشک دریده … بکف دامن آرزو باز آمد
دگر گل خنده زن شد ایاغ لطم … شراب فرح در سبو باز آمد
مبارک بود جاه و اقبال میرزا … همین بانگ از چارسو باز آمد
مع ثبات ذره ناسخ این سال … نگو آب رفته بجو باز آمد

تاریخ وفات دختر مرضعه خود گفته شد سنه ۱۲۳۳

چون بفردوس کنیز زینب … رفت در خدمت اولاد علی
گفت تاریخ وفاتش هاتف … بود اثنا عشری مسلم جی

سنه ۱۲۲۹

تاریخ

خون میرود ز دیده روان وامصیبتا … سر میزنند ز سینه فغان وامصیبتا
مهر سپهر عزت و قدر جلال شد … امروز زیر خاک نهان وامصیبتا
جعفر لقب امیر فلک قدر فخر ذیشان … بربست رخت سوی جنان وامصیبتا

رفت میرزای ما ازین عالم — بهر گلگشت روضهٔ رضوان

کفن آمد چو بر تن او راست — چاک جیبم رسید تا دامان

سیل اشک روان چو جو کردید — در دم غسل او آب روان

لاشه اش چون فلک سپرو بخاک — خاک بر سر شدند پیر و جوان

آسمان و زمین بگریه فتادند — دهن گورا و چو شد خندان

بود در جود حاتم عهدش — بود در علم بوعلی زمان

در ریاضی میرس احوالش — بود او آبیار این بستان

همچنین منطق و طبیعی اندر — گو بپیدا امد ز عزت و شان

شد فنون ادب تمام را او — علم و دین یافت زو سر و سامان

آنچنان بود افضل از فضلا — که بود افضل از کتب فرقان

او همت بیسر زا جعفر — داد خلق راست و روز زمان

شد ز فقدان او جهان تاریک — گشت چون مهر در زمین پنهان

گفت سال وفات او ناسخ — کرد و اخیر تا امیر جهان

سنه ۱۲۰۳

تاریخ

راهی چه امیر با کرم شد — زین دیر خراب وای ویلا

ارام و توان و تاب ما برد — همراه رکاب وای ویلا

صد لخت دل است و خون روان شد — از چشم پر آب وای ویلا

از آتش داغ دوری او — شد سینه کباب وای ویلا

زور و شب میکند بپا دشت — هر شیخ و شاب وای ویلا

میرزا جعفر گزید بعیش | مسکن بتیراب وای ویلا
بر روی چو ماه خویش افکند | از خاک نقاب وای ویلا
تاریخ وفات گفت ناسخ | شد بند خراب وای ویلا

تاریخ — سنہ

این عفت دستگاه مغفور بود | قبرش چون برج شمع پر نور بود
تاریخ وفات او نوشتم ناسخ | یارب با اہل بیت محشور بود

تاریخ — سنہ

یافت زوالی بدہ ایت سال وزرا | حضرت ممدوح ما از پی سیر و شکار
مصرع تاریخ گفت ناسخ عیب اللباب | یارب راشن بود ابلق لیل و نہار

تاریخ — سنہ

امروز چون حضور مقدس قدم گذاشت | شان و شکوه خانہ میرزای ما فزود
بودم بفکر سال کہ آمد ندا ز چرخ | تا آن آفتاب جلوه ببرج قمر نمود

تاریخ — سنہ

بود ادای افتخار دولت ترقی باد جاه و حشمت | جہان نوازی سو ہمایون جہان شاہی شود بہار
حضور پر نور دام اقبالہ حکایت چو عطا فرمود | برای تاریخ گفت ناسخ خطاب الہی شود مبارک

تاریخ — سنہ

چون بنا کرد میر بدر الدین | خانہ بہر عزای اہل البیت
سال تاریخ این بنا ناسخ | گفت ماتم سرای اہل البیت

تاریخ — سنہ

مصل الطهیه حسین شهید … گشت تاریخ آن خجسته بنا
ست عهد وزیر اعظم هند … رفعة الدوله کان جود و سخا
غازی دین حیدر آصف هند … زور افزون جلال او بادا
زیر ظل حمایتش باشد … عزو جاه آفرین علیخان را
شد خدا بخش سیدش باقی … بندهٔ بارگاه آل عبا

تاریخ

نباشد چو عشرت سرای مبارک … بحکم جناب خداوند نعمت
نوشتم پی سال تاریخ ناسخ … الٰهی همایون شود این عمارت

سنه

تاریخ

شد قصر مبارک و همایون تعمیر … با عیش همیشه خرم و شاد بود
تاریخ بنای آن نوشتم ناسخ … این دولت خانه دایم آباد بود

تاریخ وفات سیدی و مجتهدی جناب سید علی کربلائی علیه الرحمة و الغفران

حیف بود آنکه خضر راه هدی … راهی کشور بقا گردید
شد سیه خانهٔ عالم دهر سو … حشر در ماتمش بپا گردید
در عزایش وظیفهٔ عالم … نوحه و ناله و بکا گردید
چه غم است آنکه قبلهٔ عالم … باقی مجلس عزا گردید
چون بمسجد نرفت بهر نماز … طاق از یار غم دوتا گردید
مهر سجده بشره کف افسوس … جامهٔ صبرها قبا گردید
کرد یک عمر اجتهاد ولی … نه بیک حرف او خطا گردید

هست سید علی اسم شریف الصفا ... از سماک شهره تا سمها گردید

دست ماتم شکن است او بر سر دل ... سینها تعزیه سرا گردید

ناخدای سفینهٔ ایمان ... غرقهٔ لجهٔ فنا گردید

گفت سال وفات او ناسخ ... جسم دی خاک کربلا گردید

سنه

تاریخ

چون ز جهان حضرت سید علی ... آه سوی جنت ماوا برفت

قافلهٔ طاقت و اشک و فغان ... از بدن و چشم و دل ما برفت

ناسخ تاریخ وفاتش نوشت ... رهبر دین آه ز دنیا برفت

سنه

تاریخ جشن مرشدزادهٔ آفاق امتیاز الدوله بهادر

سپهر قدر مرشدزاده کامد ... جبینش مطلع انوار شاهی

فلک جایی که زد اقبال و دولت ... بنامش سکهٔ عالم پناهی

نهان در سینه‌اش اسرار حکمت ... عیان در جبهه‌اش شان صاحب کلاهی

بخت گشت و بانگ تهنیت خواست ... ز اوج ماه تا پایان تا بماهی

جهان یک بزم عشرت شد سراسر ... بدین دعوی دهد عالم گواهی

شگفتنهای خاطر را ضمان شد ... نفسها چون نسیم صبحگاهی

پی تاریخ این شادی رقم شد ... همایون باد جشنش یا الهی

تاریخ وفات فرزند دلبند جناب مرشدی و استادی میرزا کاظم علی جان

رفت چون میرزا محمد باقر آه ... آن بت دو ساله بفردوس برین

گفت ناسخ بسال تاریخ وفات ... حشر با دادا امام المتقین

سنه

تاریخ

خالی زر یا مسجد نو گشت بنا	شد صرف بجا زر قلندر صد شکر
تاریخ بنای آن نوشتم تاریخ	گردید بنا مسجد اطهر صد شکر

سنه ۱۲۳۲   ۱۲۴۲

تاریخ

جو مرزای ذیقدر صناع دوران	ز ناسوت شد سوی لاهوت صد شکر
پی سال تاریخ این رنج ناسخ	بگفتا خرد رشک یاقوت صد شکر

سنه ۱۲۳۲   ۱۶۵۱

تاریخ

بفضل خدا نذر مسجد قبول	بذر گاه والای سجاد باد
دلا از پی سال تعمیر آن	بگو مسجد نذر زین العباد

سنه ۱۲۰۲

تاریخ

شفیقی شیخ احمد بخش صحت یافت ای ناسخ	بگو هر دم مبارک یا الهی حسن این صحت
پی تاریخ این جشنیکه راحت را روح افزا است	رقم کردم مبارک یا الهی حسن این صحت

سنه ۱۲۲۲

تاریخ

گر لبی لفظ علی را لاحق حاجی شجاع	یا ئی اسم بانی این چاه راستی باید شناسی
از پی سال بنای این چه مینوع فیض	گفت دل هست این مثال چاه زمزم چاه آب

سنه ۱۲۱۲   ۱۲۴۲

تاریخ

شد تولد پسر دخترت ای عالی جاه	عالم با عمل و صاحب اقبال بوده
از پی تهنیت جشن ولادت ناسخ	گفت تاریخ جوان بخت و جوان سال بود

سنه ۱۲۰۲

تاریخ

ز دنیا کرده هر ده ساله رحلت
جناب با صلاح و زهد و عفت

بتکمیل عقاید کامله بوده
بعصمت بی عدیل و عادله بوده

عباد و تهای حق میداشت ثابت
جبین بر سجده که بوده همیشه

فتاده ز غم مصلی بر سر خاک
شده اشک مسلسل سبحه پاک

بداغش والده و هم والد آنش
جگر دارند در پهلو چو آتش

با اهلبیت پاک مصطفی باد
بزیر سایه آل عبا باد

شدی تا سال این ماتم برازنده
چو گفتی والدی ای وای دختر

جناب والدش را حق تعالی
شده سی سال از زیب دنیا

بجاه و حشمت و اقبال و دولت
بفر و ثروت و اجلال و صولت

شود از سایه او غم گران ۱۳۴۳
غم ار باشد غم شاه شهیدان

نه بیند بار دیگر داغ اولاد
نمی باید مدام از داغ اولاد

بلی نعم البدل یارب عطایش
بدل کن شادی غم بجایش

شده تاریخ این اندوه مسطور
الهی با خدیجه باد محشور ۱۳۴۳

تاریخ

امروز جناب بیگم عفت کیش
گردید بزیر خاک مکتوم الوالی

شده تکمله در محل عبادت کاهش
از ماتم آنجناب مرحوم الوالی

از خاطر پر ملال فرزندانش
شد فرقت و انبساط معدوم الوالی

از رفتن او عبادت و عفت فرید
در گوشه غم نشست مغموم الوالی

تاریخ وفات او نوشتم ناسخ
محشور بود با ام کلثوم الوالی ۱۳۴۳

الحمد لله

تاریخ

ہست سالہ ز جہان رحلت کرد	سوخت داغ غم جا لگاہ حسین
سال تاریخ خرد گفت کہ ہای	ہست این ماتم جا لگاہ حسین

۱۲۳۱

تاریخ

رفت از دنیا سوی فردوس این عقب	ماذر رسالۂ آل نثار در حرا
سال تاریخ وفاتش ہاتف علی سحر	گفت آلہی باد با خیر النثار در جرا

۱۲۴۳

تاریخ

سید عالی ہمم والا نژاد	عارف حق سالک راہ سداد
نور شمع دودمان مصطفی	نوبہار بوستان مرتضی
دوستدار عترت خیر الانام	مرثیہ خوان امام تشنہ کام
ہست اندر خلق خلقش بیمثال	خوش لقا و خوش مقال خوش خصال
ہست آن ممدوح ہمنام علی	شد بہر کس ذات پاکش منجلی
خالق او را داد فرزند ذکر	بر سپہر منزلت باد اقمر
شد معین از پی آن نور عین	اسم جد سید ظہیر الدین حسین
بہر باشد یارب این طفل سعید	باد گوہر والدش نور رشید
دولت و اقبال او پاینده باد	اختر اجلال او تابنده باد
علم نافع باد در تحصیل او	باد لازم در جہان تفضیل او
گفت ناسخ سال مولودش خیال	تا صد و سی سال باشد در جہان

۱۲۴۳

تاریخ

جون جناب وزیر اعظم ہند	گردید ادکر سفینۂ نوح
بعد جندین ہزار سال شدہ	زیب دریا دکر سفینۂ نوح
جشم ہرکس کہ او قنا دلکفت	شد مہیا دکر سفینۂ نوح
بہر الزام منکران گردید	لجہ پیما دکر سفینۂ نوح
سال تاریخ آن بکو ناسخ	کشت زیبا دکر سفینۂ نوح

۱۲۳۳

تاریخ

مرزا قتیل

داد ریغا کر درحلت زین جہان	صاحب طبع بلند و شاعر سحر بیان
بود یکتا عالم علم عروض و قافیہ	داشت ہم علم ریاضی ہم بدیع و ہم بیان
با نظامی بود در نظم لطیفش ہمکلام	بود با سعدی نہ آید ازین ہمزبان
سید ہم او را اکر ترجیح بر حاتم بجاست	بود یا دست و زبان حاجت روای مردمان
کرد ناسخ سال تاریخ وفات او رقم	طوطی ہندوستان کردید طوطیای آشیان

سنہ ۱۲۳۳ ۱۲۳۸

ایضاً

عزم جنت کرد جون مرزا قتیل	شد جوان در بوستان شاعری
کفت ناسخ سال تاریخش کہ ہای	آفتاب آسمان شاعری

سنہ ۱۲۳۳ ۱۲ ۱۷

تاریخ

میر نورور علی واویلا	زین جہان شد بجہان عہد شباب
کفت تاریخ وفاتش ہاتف	حیف رفتہ ز جہان عہد شباب

سنہ ۱۲۳۳

تاریخ

شاعر سحر بیان مرزا قتیل	رفت ازین عالم سوی باغ بہشت

کلک ناسخ تاریخ وفات : سعدی شیراز ثانی نوشت

سنه

تاریخ

صبح میرزا قتیل از دنیا : عزم جنت نمود واویلا :

سال تاریخ رحلتش ناسخ گفت استاد بود واویلا

سنه

تاریخ

کبود بود من شد از سینه کوبی ماتم دلم بفرقت میرزا قتیل های افسوس

نوشت مصرع سال وفات او تاریخ بمرد شاعر صاحب کمال وای افسوس

سنه

تاریخ

تیره چون گور شد ز مرگ قتیل دهر در دیدهٔ من واویلا

سال تاریخ وفاتش گفتم : شمع بزم سخن واویلا

سنه

تاریخ

چون محمد حسن قتیل ای وای رفت از باغ دهر سوی بهشت

سال تاریخ خامهٔ ناسخ وای استاد وقت مرد و نوشت

سنه

تاریخ

زین جهان رفت بفردوس قتیل بود گلگشت دنیاء شعرا :

سال تاریخ وفاتش ناسخ زد رقم شاهنشاه شعرا :

سنه

تاریخ

رفت میرزا قتیل از دنیا : جگرم سوخت خاطرم افسرد

کلک ناسخ نوشت تاریخش : بادشاه شاعران بمرد

۱۲۳۸

سنه

تمت تمام شد دیوان شیخ امام بخش متخلص به ناسخ بتاریخ
بست و هفتم شهر صفر سنه یکهزار دو صد پنجاه و پنج هجریه حسب فرمایش نواب
مستطاب معلی القاب ملجاء اراذل کهف فقرا و الغربا حسن علیخان بهادر
دام اقباله بدست خط ضعیف العباد محمد حسن علی تحریر یافت فقط

تمت تمام شد فقط

تمام شد تمام شد
تمام شد
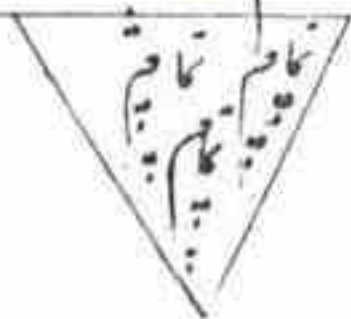
Diwan-e-Nasikh

(Facsimile Edition)

The oldest Benaras copy of the Manuscript

Shaikh Imam Bakhsh Nasikh

(d. 1254 A.H.)

Introduced by

Dr.Haneef Naqvi

Head, Department of Urdu,

Benaras Hindu University, Varanasi

Khuda Bakhsh Oriental Public Library

Patna